

تَحْفَةُ الْأَرَبِ فِي الرَّدِّ عَلَى أَهْلِ الصَّلَيبِ

یعنی

تحفہ عیسائیت

ترجمہ و ترتیب

مولانا مفتی عقیل احمد قاسمی صاحب

استاذ حدیث و تفسیر جامعہ حسینیہ راندر، سورت (گجرات)

حسب خواہش

حضرت مولانا اسماعیل احمد ملا صاحب

مفتی جامعہ حسینیہ راندر و رکن شوری دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ حسینیہ راندر، سورت، گجرات (انڈیا)

تُحْفَةُ الْأَرِيبِ فِي الرَّدِّ عَلَى أَهْلِ الصَّلِيبِ

لعبد الله بن عبد الله الترجمان

يعنى

تحفة عيسائیت

ترجمہ و ترتیب

مولانا مفتی عقیل احمد قاسمی صاحب

استاذ حدیث و تفسیر جامعہ حسینیہ راندیر، سورت (گجرات)

حسب خواہش

حضرت مولانا اسماعیل احمد ملا صاحب

مہتمم جامعہ حسینیہ راندیر و رکن شری دارالعلوم دیوبند

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ حسینیہ راندیر، سورت، گجرات (انڈیا)

تقریظ

حضرت مولانا نعمت اللہ اعظمی صاحب محدث دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين
وعلى آله وصحبه اجمعين.

اما بعد!

عیسائیت حضرت عیسیٰ کے لائے ہوئے دین اور ان کی شریعت سے یکسر مختلف ہے حتیٰ کہ اناجیل اربعہ جس کو خود کلیسا تسلیم کرتا ہے یہ حضرت عیسیٰ کی لائی ہوئی انجیل نہیں ہے بلکہ یہ کتابیں جن چاروں حضرات کی طرف منسوب ہیں ان کی تصنیف و تالیف کردہ کتابیں ہیں۔ مگر سب سے زیادہ معتبر و مستفید یہی چاروں اناجیل ہیں اور عیسائیوں میں باہم بہت سی چیزوں میں اختلاف ہوا اور ہے مگر ان کے مستند اور معتبر ہونے میں کبھی بھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اس کے باوجود موجودہ عیسائیت کے جو عقائد ہیں اور ان کی عبادتیں اور ان کے طریقے ہیں ان اناجیل کی تعلیمات سے یکسر مختلف اور ان کی ضد ہیں جس کی وجہ سے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا اس کو قسم بقسم کے تناقض تعارض نظر آئے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال رہتی ہے تو ان ہی کتابوں سے دین اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ کی بابت رہنمائی بھی مل جاتی ہے۔ ان ہی لوگوں میں ایک عبد اللہ بن عبد اللہ الترمذی جو انیسویں صدی ہجری کے ہیں۔ وہ پہلے عیسائی تھے اور عیسائیت کی تعلیم مختلف عیسائیت کے مدارس میں رہ کر حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا۔ ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئی جس کا تذکرہ یوحنا نے

کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اخیر وقت میں اپنے حواریں کو صبر اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں اور اپنے رب سے کہہ کر تم لوگوں کے پاس ایک فارقلیط بھیجوں گا۔ اسی فارقلیط کے مسئلہ میں ایک دفعہ بحث اور مذاکرہ و مباحثہ ہو رہا تھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور اخیر میں جو وہاں کا سب سے بڑا عالم اور پادری تھا اس نے ان کو بتلایا کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس سے ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا اور بالآخر اپنے وطن کو چھوڑ کر کے تیونس آئے اور اس زمانہ کے بادشاہ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا۔ اور عیسائی مذہب کے غلط اور باطل ہونے پر ایک رسالہ لکھا جس کا نام رکھا 'صحفۃ الاریب فی الرد علی اهل الصلیب' جس میں انھوں نے عیسائیت کے عقائد اور ان کی شریعت و عبادت کے طریقے عقل کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ اناجیل اربعہ کے خلاف ہونے کو ظاہر کیا اور ان اناجیل اربعہ کے بطلان کو ان کے باہمی تناقض سے ثابت کیا اور نبی کریم کی نبوت کو تورات، انجیل اور زبور کی آیات کے ذریعہ نمایاں اور ظاہر کیا اور مولانا عقیل احمد قاسمی مدرس جامعہ حسینیہ راندیر (سورت) کے ہاتھوں یہ کتاب آئی تو انھوں نے موجودہ دور میں جس میں عیسائی دنیا عیسائیت کے فروغ کے لئے ہر طرح کے جائز ناجائز طریقے استعمال کر رہی ہے، اس کتاب کا ترجمہ کیا۔ ممکن ہے کہ کچھ سعید رو میں اس سے ہدایت حاصل کریں۔ احقر نے اس کتاب کو جگہ جگہ سے دیکھا، ترجمہ بہتر اور مناسب پایا۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ مترجم کی اس محنت کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچائے۔ (آمین)

نعمت اللہ غفرلہ

مدرس دارالعلوم دیوبند

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

ترجمی کمپ برائے روضہ عیسائیت منعقدہ زیر اہتمام دارالعلوم دیوبند میں شرکت سے واپسی کے بعد جامعہ حسینیہ راندر، سورت کے کتب خانہ میں ”نحیفۃ الاریب فی الرد علی اهل الصلیب“ نامی کتاب پر احقر کی نظر پڑی تو اس کا مکمل مطالعہ کر کے ہی دم لیا۔ کتاب اپنے موضوع پر ایسی جامع محسوس ہوئی کہ اس کو اپنے کمرے میں لانے کے بعد دوبارہ اس کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اصل کتاب چونکہ عربی زبان میں تھی اس لئے افادیت عامہ کے پیش نظر دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کر دیا جائے تاکہ اردو داں طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے۔ اس کا تذکرہ احقر نے قبلہ حضرت مولانا اسماعیل احمد ملا صاحب مہتمم جامعہ حسینیہ راندر و رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند سے کیا تو قبلہ حضرت موصوف نے فرط مسرت کے ساتھ اس کی تائید فرمائی اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس کی طباعت کا وعدہ فرمایا ساتھ ہی اقرب ترین وقت میں انگریزی زبان میں اس کی طباعت کے لئے اپنی قلبی خواہش کا اظہار فرمایا۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلدی لائے۔ (آمین)

یہ کتاب اپنے موضوع میں اس لئے بھی اہم ہے کہ اس کے فاضل مصنف عبداللہ بن عبداللہ الترجمان بذات خود پہلے عیسائی عالم اور پادری تھے، بعد میں انھوں نے اسلام قبول کیا اور روضہ عیسائیت کے موضوع پر یہ کتاب تالیف فرمائی جس کی تفصیل آپ ”عرض مصنف“ میں پڑھیں گے۔ کتاب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں مصنف نے اپنے قبول اسلام کی کہانی خود اپنی زبانی بیان کی ہے، دوسرے حصہ میں مولانا امیر المومنین ابو فارس عبدالعزیز کی سیرت ذکر کی ہے مگر اس حصہ کو احقر نے شامل ترجمہ نہیں کیا۔ چونکہ یہ حصہ مقصود سے غیر متعلق تھا۔ تیسرے حصہ میں مقصود کتاب کو بیان کیا گیا ہے اور وہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول عام و خاص بنائے اور احقر مترجم اور اس کے معاونین کے لئے ذریعہ نجات بنائے، آمین۔ احقر عقیل احمد

عرض مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم
الحمد لله وحده و الیه يرجع الامر كله والصلوة والسلام علی من

لانبی بعده۔ وبعد!

الشیخ عبداللہ بن عبداللہ الترجمان (جعل اللہ مضجعہ و ماواہ فسیح الجنان) کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو صراطِ مستقیم اور اپنے اس مضبوط دین میں داخل ہونے کی ہدایت دے کر مجھ پر احسان فرمایا جس کے ساتھ اس نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور میں نے اس کے دلائل قاطعہ میں نظر ڈالی تو کیا دیکھا کہ وہ کسی بھی ادنیٰ صاحب تمیز پر مخفی نہیں ہیں، الایہ کہ وہ شتر مرغ کے انڈے کو نہ دیکھتا ہو، اور میں نے اپنے اسلامی علماء کی تصانیف کو ایسے مضامین پر مشتمل پایا کہ ان پر مزید کچھ باقی نہیں رہا، مگر وہ علماء رحمہم اللہ، اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے خلاف اپنے اکثر استدلال میں مقتضیات عقل کی راہ پر چلے، لہذا میری شدید خواہش تھی کہ میں ان کی تردید میں ازراہ نقل و حقیقت انصاف ایک ایسی کتاب لکھوں جو نقل اور قیاس کے درمیان جامع ہو اور جس پر قول اور حواس متفق ہوں۔ اور اس میں ان کے باطل عقائد، اور ان کے قائم کئے ہوئے عقیدہ تثلیث کو بیان کروں اور اُسی کے ساتھ ان کی اناجیل اور ان کے مؤلفین، ان کے شرائع اور ان کے مصنفین، ان کی عقلوں کے فساد، ان کے منقولات میں ان کے کفر کے بطلان، عیسیٰ مسیح علیہ السلام پر ان کے افتراء اور اللہ تعالیٰ کی طرف ان کے صریح کذب کو ذکر کروں، نیز پادریوں کے قول، ان کے اعتقاد، ان کے مکر اور ان کی عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی انجیل میں افساد کا تذکرہ کروں، پھر ان کی

عبادات کی حقیقت اور صلیبوں کے سامنے ان کے سجدوں کو ذکر کروں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر سعید کی تالیف کے سلسلہ میں صحیح رائے کا میرے دل میں القاء فرمایا۔

اس کتاب کی شروعات میں نے اپنے شہر اور اپنی جائے پیدائش پھر اس مقام سے اپنے سفر اور دین اسلام میں اپنے دخول اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان سے کی ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے مولانا امیر المومنین ابوالعباس احمد کے اُس احسان کا جس نے مجھ کو ڈھانپ لیا اور بعض ان واقعات کا ذکر کیا جو مجھ کو ان کے عہد میں پھر ان کے صاحبزادے مولانا امیر المومنین ابوفارس عبدالعزیز کے عہد میں پیش آئے، نیز ان کی سیرت حمیدہ اور ان کے آثار جمیلہ کا ایک حصہ بھی میں نے ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے مذہب عیسائیت کی تردید اور ملت محمدیہ کی فضیلت کا ثبوت پیش کیا ہے جس کا ذکر ماقبل میں ہوا، اور جب یہ مختصر غریب اس ترتیب پر حاصل ہوئی تو میں نے اس کا نام ”تحفة الاریب فی الرد علی اهل الصلیب“ رکھا۔ اور میں نے اس کے تین حصے کئے تاکہ اس کا مطالعہ ناظر کے لئے آسان ہو اور دل اس سے نہ اکتائے۔

پہلا حصہ: میرے اسلام کی ابتداء، دین عیسائیت سے مذہب اسلام کی طرف میرے خروج اور مولانا امیر المومنین ابوالعباس احمد کے اس احسان جس نے مجھ کو ڈھانپ لیا اور ان واقعات سے متعلق ہے جو مجھ کو ان کے عہد میں پیش آئے۔

دوسرا حصہ: ان واقعات سے متعلق ہے جو مجھ کو مولانا امیر المومنین ابوفارس عبدالعزیز کے عہد میں پیش آئے اور اس کتاب کی تصنیف کے وقت ان کی سیرت حمیدہ اور ان کے آثار جمیلہ کا ایک حصہ بھی ہم ذکر کریں گے۔

تیسرا حصہ: مقصود کتاب سے متعلق ہے یعنی مذہب عیسائی کی خود ان کے مذہب میں تردید، اور توریت، انجیل اور تمام کتب انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کی عبارتوں سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت، اور اس حصہ کے پورا ہونے سے انشاء اللہ اس تصنیف کی غرض اللہ کی قدرت سے پوری ہو جائے گی۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم.

۱۔ اس حصہ کو ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا ہے چونکہ یہ مقصود کتاب سے غیر متعلق تھا۔ مترجم

پہلا حصہ

راہ حق کا مسافر

میرا خاندانی تعلق شہر ”میورقہ“ سے ہے۔ یہ ساحل سمندر پر دو پہاڑوں کے درمیان واقع ایک بڑا شہر ہے، ایک چھوٹی وادی ان دونوں پہاڑوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ یہ ایک تجارتی شہر ہے۔ اس کی دو بندرگاہیں ہیں، ان میں بڑے تجارتی جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں، یہ شہر ”جزیرہ میورقہ“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے اکثر جھاڑ اور جنگل زیتون اور انجیر کے ہیں۔ جزیرہ میورقہ میں ایک سو بیس سے زائد قلعے ہیں جو آباد ہیں۔ میرے والد میورقہ کے شہریوں میں شمار ہوتے تھے۔ میرے سوا ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ جب میں چھ سال کا ہوا میرے والد نے مجھ کو ایک پادری معلم کے حوالہ کر دیا، میں نے ان سے انجیل پڑھی یہاں تک کہ دو سال کی مدت میں میں نے انجیل کا نصف سے زیادہ حصہ حفظ کر لیا، پھر میں چھ سال کے عرصہ تک انجیل کی زبان اور علم منطق سیکھتا رہا، اس کے بعد اپنے شہر سے سرزمینِ قطان کے شہر ”لارڈہ“ کا سفر کیا۔ یہ اس علاقہ میں عیسائیوں کے نزدیک علم کا شہر ہے۔ اس شہر میں عیسائی طلبہ اکٹھا ہوتے ہیں، ان کی تعداد ایک ڈیڑھ ہزار ہوتی ہے۔ ان میں فیصلہ وہی پادری کرتا ہے جس سے یہ طلبہ پڑھتے ہیں۔ میں نے اس شہر میں چھ سال تک علم طب اور علم نجوم پڑھا، پھر انجیل اور اس کی زبان پڑھنے لگا اور اس میں چار سال کا عرصہ لگا رہا۔ پھر ”ابزدیہ“ کے شہر ”نبونیہ“ کا سفر کیا یہ ایک بڑا شہر ہے۔ اور اس علاقہ کے باشندگان کے نزدیک یہ ایک علمی شہر ہے۔ اس میں ہر سال اطراف و جوانب سے دو ہزار سے زائد لوگ اکٹھا ہوتے ہیں۔ وہ علم حاصل کرتے ہیں اور صرف وہی چادر پہنتے ہیں جو اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئی ہے۔ خواہ وہ طالب علم کوئی بادشاہ یا بادشاہ کا بیٹا ہو، وہ اس چادر کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں پہنتے ہیں۔ تاکہ طلبہ دوسروں سے ممتاز رہیں، اور ان میں صرف وہی پادری فیصلہ کرتا ہے جس سے وہ پڑھتے ہیں۔ لہذا میں وہاں ایک ایسے پادری کے ایک گرجا میں

ٹھہرا جو بڑی عمر اور عیسائیوں کے نزدیک بڑی قدر و منزلت والا تھا، اس کا نام ”نقلاو مرتیل“ ہے۔ عیسائیوں کے درمیان علم، دینداری اور زہد میں اس کا مرتبہ بہت بلند تھا اور وہ ان چیزوں میں اپنے زمانہ کے تمام عیسائیوں سے منفرد تھا، اس لیے ان کے مذہب سے متعلق مخصوص سوالات اطراف و جوانب سے بادشاہوں کی طرف سے اس کے پاس آتے تھے۔ سوالات کے ساتھ بڑے ہدایا بھی ہوتے تھے، جو اصل مقصود ہوتے، اور لوگ اس سے برکت لینے میں رغبت کرتے تھے۔ اسی پادری کے پاس میں نے مذہب عیسائیت کے اصول و احکام کا علم پڑھا، اور میں اپنی خدمت اور اس کے بہت سے کاموں کی انجام دہی کے ذریعہ اس کے قریب ہوتا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھ کو اپنا خاص الخواص بنالیا، اور میں نے اپنی خدمت اور اس کا قرب حاصل کرنے میں انہاء کردی یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر اور غلہ کے گودام کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی۔ اور اُس چھوٹے کمرے کی چابی کے سوا کسی کا استثناء نہیں کیا، جو اس کے گھر کے اندر تھا جس میں وہ تنہا ہوتا تھا، ظاہر ہے کہ وہ اس کے ان اموال کی تجوری کا کمرہ تھا جو اس کے پاس بطور ہدیہ آتے تھے۔ واللہ اعلم بحقیقہ۔

میں اس سے پڑھنے اور اس کی خدمت کرنے میں دس سال تک اس سے چٹا رہا۔ اسی زمانہ میں ایک دن اس کو مرض لاحق ہوا تو وہ درس سے پیچھے رہ گیا، اور اہل مجلس نے اس کا انتظار کیا، دراصل ایک سب مختلف علمی مسائل کا مذاکرہ کر رہے تھے یہاں تک کہ سلسلہ کلام نے سب کو عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس قول تک پہنچا دیا کہ ”اس کے بعد ایک نبی آئیں گے جن کا نام فارقلیط ہے۔“ چنانچہ اس سلسلہ میں اہل مجلس کے درمیان گفتگو بڑھ گئی اور ان کا جھگڑا زیادہ ہو گیا، پھر اس مسئلہ سے متعلق کسی فائدہ کی تحصیل کے بغیر سب اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔ میں مذکورہ مدرس کے پاس آیا اس نے مجھ سے پوچھا: میرے غائبانہ آج تمہارے سچ کون سی بحث تھی؟ میں نے اس کو لفظ ”فارقلیط“ کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کی خبر دی اور بتایا کہ فلاں نے یہ جواب دیا، فلاں نے یہ جواب دیا، اور میں نے اس کے سامنے لوگوں کے جوابات اچھی طرح بیان کئے۔ اس نے مجھ سے پوچھا: تم نے کیا جواب دیا؟ میں نے کہا فلاں قاضی کا جواب جو ان کی انجیل کی تفسیر میں موجود ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: تم نے کوئی بات ہی نہیں کی

اور قریب قریب ٹھیک جواب دیا۔ فلاں نے غلط جواب دیا۔ فلاں نے تقریباً ٹھیک کہا، لیکن حق ان تمام کے برخلاف ہے۔ اس لیے کہ اس اسم شریف کی تفسیر ان علماء کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے جو راسخ فی العلم ہیں، اور تم کو تھوڑے علم کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔ لہذا میں اس کے دونوں پیروں کی طرف جلدی بڑھا اور ان کو چومنے لگا اور اس سے کہا میرے آقا! آپ کو معلوم ہے کہ میں دور شہر سے سفر کر کے آپ کے پاس آیا ہوں، آپ کی خدمت میں میرے دس سال ہو گئے، اس عرصہ میں میں نے آپ سے اتنے علوم حاصل کئے جن کو میں شمار نہیں کر سکتا ہوں، آپ کے خوبصورت احسان سے امید ہے کہ آپ اس اسم شریف کی معرفت کی مجھ پر تکمیل فرمائیں گے۔ اس پر شیخ رو دیئے اور مجھ سے کہا: میرے بیٹے! میرے تئیں تمہاری خدمت اور مجھ سے تمہارے خاص تعلق کی وجہ سے تو مجھ کو بہت عزیز ہے۔ اور اس اسم شریف کی معرفت میں بڑا فائدہ ہے۔ لیکن مجھ کو تیرے بارے میں یہ ڈر ہے کہ اگر تو نے اس کا اظہار کر دیا تو عام عیسائی تجھ کو اُسی وقت قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا: میرے آقا! اللہ بزرگ برتر، انجیل کے حق اور اس کے لانے والے کی قسم! میں آپ کی ان باتوں میں سے کسی بات کو زبان پر نہیں لاؤں گا جو آپ میرے پاس چپکے سے بیان کریں گے، اس نے کہا: میرے بیٹے! میں نے اپنے پاس تمہاری ابتدائے آمد میں تم سے تمہارے شہر کے بارے میں پوچھا تھا، کیا وہ مسلمانوں سے قریب ہے؟ نیز کیا وہ تم سے جنگ کرتے ہیں؟ یا تم ان سے جنگ کرتے ہو؟ تاکہ اس سے میں اسلام کے تئیں تمہاری نفرت معلوم کروں، میرے بیٹے! یہ جان لو کہ ”فارقلیط“ مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ انہی پر وہ چوتھی کتاب نازل ہوئی جس کا ذکر دانیال علیہ السلام کی زبان سے ہوا ہے اور دانیال علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ کتاب ان پر نازل ہوگی اور ان کا دین دین حق ہے۔ اور ان کی ملت وہی ملت بیضا ہے جو انجیل میں مذکور ہے۔ میں نے ان سے کہا: میرے آقا! آپ دین نصاریٰ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! اگر نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر مدامت کرتے تو وہ اللہ کے دین پر ہوتے اس لیے کہ عیسیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اللہ تعالیٰ کا دین ہے۔ میں نے کہا: اس معاملہ سے نجات کس طرح ملے گی؟ کہا: دین اسلام میں دخول ہے۔ میں نے

پوچھا: کیا دین اسلام میں داخل ہونے والا نجات پائے گا؟ کہا: ہاں، دنیا اور آخرت میں نجات پائے گا۔ میں نے کہا: میرے آقا! عاقل اپنے لیے اپنی معلومات میں سے افضل کو ہی منتخب کرتا ہے۔ جب آپ دین اسلام کی افضلیت کو جانتے ہیں تو دین اسلام سے آپ کے لیے کیا مانع ہے؟ کہا: میرے بیٹے! دین اسلام کی فضیلت اور نبی اسلام کی شرافت کی حقیقت جس کی خبر میں نے تم کو دی، اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو میری کبر سنی اور پیرانہ سالی کے بعد ہی مطلع کیا، اس عمر میں بھی ہمارے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کی حجت ہم پر قائم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی ہدایت اس وقت دیتا جب میں تیری عمر کا تھا تو میں ہر چیز کو چھوڑ کر دین حق میں داخل ہو جاتا، دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ تو اس بلندی مرتبہ، عزت، ترقی اور دنیوی مال و اسباب کی کثرت کو دیکھتا ہے جن میں میں عیسائیوں کے نزدیک ہوں، اگر دین اسلام کی طرف میرا ذرا سا بھی میلان ظاہر ہوتا تو عام عیسائی مجھ کو اقرب وقت میں قتل کر دیتے، اور فرض کرو اگر میں عیسائیوں سے نجات حاصل کر لوں اور مسلمانوں کے پاس پہنچ کر یہ کہوں کہ میں تمہارے پاس مسلمان ہو کر آیا ہوں، تو مسلمان مجھ سے کہیں گے کہ دین حق میں داخل ہو کر تو نے اپنا فائدہ کیا لہذا اس دین میں اپنے دخول کا ہم پر احسان مت جتلا جس کے ذریعہ تو نے اپنے آپ کو عذاب خداوندی سے بچا لیا، لہذا میں ان کے درمیان ایک نوے سال کا بوڑھا فقیر بن کر رہ جاؤں گا، میں نہ ان کی زبان سمجھوں گا اور نہ وہ میرا حق پہچانیں گے۔ اور میں ان کے درمیان بھوک سے مر جاؤں گا، میں الحمد للہ عیسیٰ علیہ السلام کے دین اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر ہوں، میری ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ میں نے کہا: میرے آقا! کیا آپ میری رہنمائی کریں گے؟ میں مسلمانوں کا ملک جاؤں گا اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں گا۔ اس نے کہا: اگر تو عقلمند اور نجات کا طالب ہے تو اس کی طرف جلدی کر تجھ کو دنیا اور آخرت حاصل ہو جائے گی، لیکن میرے بیٹے! ان باتوں میں اس وقت ہمارے ساتھ کوئی موجود نہیں ہے۔ لہذا اپنی مکمل کوشش سے اس کو مخفی رکھو، اگر ان میں سے کوئی بات تجھ پر ظاہر ہوگی اسی وقت عام عیسائی تجھ کو قتل کر دیں گے۔ اور میں تجھ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا، اور میرے بارے میں ان باتوں کو تیرا نقل کرنا تجھ کو فائدہ نہیں دے گا، اس لیے کہ میں ان باتوں کا انکار کر دوں گا اور تیرے خلاف میرے قول کی تصدیق

کی جائے گی، میرے خلاف تیرے قول کی تصدیق نہیں کی جائے گی، اگر تو نے ان میں سے کوئی بات بولی تو میں تیرے خون سے بری ہوں، میں نے کہا: میرے آقا! ان باتوں کی طرف وہم جانے سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں نے اس سے اس چیز کا معاہدہ کیا جس نے اس کو راضی کر دیا۔

پھر میں نے سامان سفر لیے اس کو الوداع کہا۔ اس نے مجھ کو خیر کی دعاء دی اور پچاس دینار سونا عطا کیا، میں دریائی سفر کر کے اپنا ملک ”مملکت میورتہ“ پہنچا، وہاں چھ مہینے مقیم رہا پھر وہاں سے جزیرہ صقلیہ کا سفر کیا، وہاں پندرہ مہینے قیام پذیر رہا، اور مسلمانوں کی سر زمین کی طرف جانے والے جہاز کا انتظار کرنے لگا، چنانچہ مملکت تونس کی طرف جانے والی ایک سواری آئی، میں نے اس پر صقلیہ سے سفر کیا، ہم سے غروب شفق کے قریب روانہ ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زوال کے قریب تونس کی بندرگاہ پر اترے، جب میں تونس کے کمپارنمنٹ میں اُترا اور وہاں مقیم عیسائی لشکر نے میرے بارے میں سنا تو وہ سواری کا ایک جانور لائے اور مجھ کو اپنے ساتھ اٹھا کر اپنے گھر لے گئے، ان کے ساتھ تونس میں رہنے والے بعض تاجر بھی تھے۔ میں ان کے پاس ان کی ضیافت پر چار مہینے آسودگی کے ساتھ مقیم رہا، اس کے بعد میں نے ان سے پوچھا: کیا دارالسلطنت میں کوئی ایسا شخص ہے جو عیسائیوں کی زبان جانتا ہو؟ اور اس وقت بادشاہ مولانا ابوالعاس احمد (متوفی ۷۹۶ء) تھے۔ ان لوگوں نے مجھ سے تذکرہ کیا کہ ایک فاضل شخص بادشاہ کے گھر میں ہیں وہ ان کے بڑے خدام میں سے ہیں، ان کا نام یوسف الطیب ہے۔ وہ بادشاہ کے طبیب اور خواص میں سے تھے، میں اس سے بہت خوش ہوا اور ان کے گھر کے بارے میں دریافت کیا، میری ان کی طرف رہنمائی کی گئی۔ میں ان سے ملا اور ان کے سامنے اپنے حالات کی تفصیل اور دین اسلام میں داخل ہونے کے لیے اپنے آمد کا سبب ذکر کیا۔ اس سے ان کو اس بات پر بڑی خوشی ہوئی کہ یہ نیکی ان کے ہاتھوں انجام پائے گی، پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھ مجھ کو بادشاہ کے گھر لے گئے، بادشاہ کے پاس پہنچ کر ان کو میری بات بتائی اور میرے لیے ان سے اجازت طلب کی، مجھ کو اجازت ملی اور میں ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے مجھ سے سب سے پہلے میری عمر کے بارے میں سوال کیا، میں نے کہا پینتیس

برس، پھر اسی طرح مجھ سے ان علوم کے بارے میں سوال کیا جو میں نے پڑھے ہیں، میں نے ان کو بتایا، پھر مجھ سے کہا: تمہارا آنا مبارک ہو، اللہ تعالیٰ کی برکت سے اسلام قبول کرو، میں نے ترجمان سے کہا: اور ترجمان طبیب موصوف ہی تھے، آپ بادشاہ سلامت سے کہئے کہ کوئی بھی کسی دین سے نکلتا ہے تو اس کے بارے میں بکثرت چہ میگوئیاں اور طعن و تشنیع ہوتی ہیں، اس لیے میں آپ کا یہ احسان چاہتا ہوں کہ آپ ان عیسائی تجار اور لشکر کی طرف جو آپ کی خدمت میں ہیں اطلاع بھیجیں اور ان سے میرے بارے میں دریافت کریں اور سنیں وہ میرے متعلق کیا کہتے ہیں؟ بادشاہ نے بواسطہ ترجمان مجھ سے کہا کہ تم نے وہی مطالبہ کیا جو حضرت عبد اللہ بن سلام نے اپنے قبول اسلام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، پھر بادشاہ نے عیسائیوں کے لشکر اور ان کے بعض تجار کے پاس اطلاع بھیجی اور مجھ کو اپنی مجلس کے قریب ایک کمرہ میں داخل کر دیا، جب عیسائی ان کے پاس آئے تو انھوں نے ان سے پوچھا تم لوگ اس نئے پادری کے بارے میں جو اس جہاز میں آئے ہیں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: ہمارے آقا! وہ ہمارے مذہب کے ایک بڑے عالم ہیں، اور ہمارے مذہب میں دینداری اور علم میں ان سے بلند مرتبہ ہمارے بڑوں نے کسی کو نہیں دیکھا، بادشاہ نے ان سے کہا: وہ جب اسلام لائیں گے تم ان کے بارے میں کیا کہو گے؟ سب نے کہا: ہم لوگ اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، وہ یہ کام کبھی نہیں کریں گے۔ جب بادشاہ نے عیسائیوں کے خیالات سن لیے تو میرے پاس اطلاع بھیجی، میں ان کے سامنے حاضر ہوا اور عیسائیوں کی موجودگی میں کلمہ شہادت پڑھا، اس پر ان لوگوں نے اپنے چہروں پر صلیب کا نشان بنایا، اور کہا: شادی کی چاہت نے اس کو قبول اسلام پر مجبور کیا، اس لیے کہ پادری ہمارے یہاں شادی نہیں کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ رنجیدہ اور غمزہ وہاں سے نکلے، اس کے بعد بادشاہ رحمۃ اللہ نے یومیہ چوتھائی اشرفی میرے لیے وظیفہ مقرر کیا اور مجھ کو مخصوص گھر میں ٹھہرایا، اور الحاج محمد انصار کی بیٹی سے میرا نکاح کر دیا، جب میں نے اس کی خستی کا ارادہ کیا تو مجھ کو سواشرفی سونے اور نئے کپڑے دیئے اور میں نے اس کی خستی لی، اس سے میرا ایک لڑکا پیدا ہوا، میں نے اس کا نام اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے بطور تبرک ”محمد“ رکھا۔

تیسرا حصہ

نصاری کی تردید

ہم چاہتے ہیں کہ اس حصہ میں نصاریٰ کی تردید خود ان کی اناجیل کی عبارتوں اور ان کے مصنفین کے اقوال سے کریں، اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو انبیاء سابقین کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں کی عبارتوں اور ان بشارتوں سے ثابت کریں۔ یہ حصہ نو ابواب پر مشتمل ہے:

پہلا باب: ان چار اشخاص کا ذکر جنھوں نے اناجیل اربعہ لکھیں اور انکے کذب کا بیان۔
دوسرا باب: نصاریٰ کا اپنے مذہب میں افتراق اور ان کے فرقوں کی تعداد۔
تیسرا باب: دین نصاریٰ کے قواعد کا فساد اور ہر قاعدہ میں ان کی اناجیل کی عبارتوں سے ان کی تردید۔

چوتھا باب: ان کی شریعت کا عقیدہ جس کو ان کے چھوٹے اور بڑے سب سیکھتے ہیں اور وہی ان کے دین کی بنیاد ہے اور انکی اناجیل کی عبارتوں سے ان کی تردید۔
پانچواں باب: عیسیٰ علیہ السلام معبود نہیں ہیں، جیسا کہ نصاریٰ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ وہ انجیل کی عبارت کے مطابق انسان اور نبی مرسل ہیں۔

چھٹا باب: اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کا باہمی اختلاف اور ان کا کذب۔
ساتواں باب: وہ کذب جس کی نسبت نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی، حالانکہ خود وہی لوگ کاذب ہیں۔

آٹھواں باب: وہ امور جن کو نصاریٰ مسلمانوں کے لیے معیوب سمجھتے ہیں۔
نواں باب: زبور، توریت، انجیل، اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بشارت سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت، اور آپ کی بعثت کی صحت، اور آپ کی ملت کا بقاء جن کی خبر تمام انبیاء کرام نے دی ہے۔

تبدیلی و تحریف کی۔

ان میں سب سے پہلا شخص متا ہے، اس نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی ان کو کبھی دیکھا سوائے اس سال کے جس سال اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا، عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد متا موصوف نے اپنے خط سے شہر اسکندریہ میں انجیل لکھی، اور اس میں عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، ان کی ولادت

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ) کہ لوتا نے "سب تالیف" کی تصریح کی۔ یہ چند وجوہ ہیں جو اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ وہ چاروں مسیح علیہ السلام کی طرف سے تالیف کتاب پر مامور نہیں ہوئے تھے۔

شیخ عبد اللہ بک فرماتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی خبر بالکل جت نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ خبریں متواتر نہیں ہیں، بلکہ یہ سب اخبار آحاد ہیں۔ جن کا باہمی تناقض اور تخالف ہے۔ لہذا وہ علم قطعی کا فائدہ نہیں دیں گی۔ اس لیے کہ تو اتر کی ایک شرط یہ ہے کہ تائیلین کی تعداد محدود نہ ہو دوسری شرط یہ ہے کہ جم غفیر، ایسے جم غفیر سے نقل کرے جس نے مشہود یا مشاہدہ کیا ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ ان کے اقوال میں کوئی تناقض اور اختلاف نہ پایا جائے۔ اور چوتھی شرط یہ ہے کہ عقل ان کے جھوٹ پر اتفاق کو ممکن قرار نہ دے۔ اور یہاں یہ چاروں شرطیں مفقود ہیں، اس لیے کہ ان کی تعداد محدود ہے اور وہ بالکل چار شخص ہیں جن کے احوال بھول ہیں۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں، چونکہ اگر ان کے احوال بھول نہیں ہوتے تو عیسائی ان کی طرف ان کتابوں کی نسبت میں اختلاف نہیں کرتے اور وہ جانتے کہ انھوں نے کس لغت اور کس زبان میں یہ کتابیں تالیف کی ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے حق میں نصاریٰ نے کہا ہے کہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کو دیکھا ہے وہ بالکل دو شخص ہیں، متا اور یوحنا اور یہ بھی ان دونوں کے بارے میں نصاریٰ کے قول کی صحت کو تسلیم کر لینے پر ہے۔ اور مرقس اور لوتا نے تو ان کو بالکل نہیں دیکھا ہے۔ بلکہ ان دونوں نے سادہ یہودی کی صحبت اختیار کی جس کو وہ لوگ "پاپولوس قاصد" کہتے ہیں، اور اس نے بھی مسیح علیہ السلام کی نہ تو صحبت اختیار کی ہے اور نہ کبھی ان کا زمانہ پایا ہے۔ بلکہ اس نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے مسیح علیہ السلام کو آسمان اور زمین کے درمیان تجلی فرماتے ہوئے اور اس سے خطاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کے بھی اقوال مردود ہیں اس لیے کہ اس کا کذب ظاہر ہے اور وہ مسیح علیہ السلام کا ظاہری دشمن ہے۔ اور اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ان دونوں کا تمام حواریں سے لقاء ہے لیکن ان دونوں نے اس کو بیان نہیں کیا اور ان راویوں کے ناموں کو متعین نہیں کیا جن سے ان دونوں نے یہ خبریں نقل کی ہیں، تو یہ بڑی تدلیس ہے جو ان دونوں کی ذات میں اور ان دونوں کی روایات میں موجب قدر و طعن ہے۔ لہذا ایسے دو شخصوں سے کس طرح تواتر ثابت ہوگا جن کے اقوال مختلف ہیں۔ اور وہ دونوں صرف متا اور یوحنا ہیں۔

اور تیسری شرط بالکل مفقود ہے اس لیے کہ ان کا اختلاف و تناقض اور اپنے اقوال و روایات میں ان کا جھوٹ خود ان کی کتابوں ہی سے اس طرح ظاہر اور واضح ہے جیسے وسط نہار میں سورج۔ تعین و تشریح کی کوئی حاجت نہیں۔

اور دہری چوتھی شرط اور وہ ہے ان کے جھوٹ پر اتفاق کا عدم امکان، تو عقل ان واضح علامات کے ادراک کے بعد اس اتفاق کو کیسے ممکن قرار نہیں دے گی؟

پہلا باب

انا جیل اربعہ کے چاروں مصنفین اور ان کا کذب

جن چار آدمیوں نے چاروں انجیلیں لکھیں یعنی متا، لوقا، مارکوس اور یوحنا انھوں نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو خراب کیا، اس میں کمی بیشی کی اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں

۱۔ شیخ عبد اللہ بک تالیفات انا جیل کی تاریخ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ (۱) پہلا شخص متا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے پانچ سال بعد لکھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آٹھ سال بعد اور تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ سال بعد۔ (۲) دوسرا شخص مرقس ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر چڑھنے کے تقریباً تائیس سال بعد لکھی۔ (۳) تیسرا شخص لوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تاریخ آسمان پر تشریف لیجانے کے تقریباً تائیس سال بعد لکھی۔ (۴) چوتھا شخص یوحنا ہے۔ اور اس کو مسیح علیہ السلام کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نے اپنی تاریخ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے تقریباً بیستائیس سال بعد لکھی، لیکن اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ پینٹھ (۶۵) سال بعد لکھی، اور یہی روایت ان کے یہاں مقبول ہے کیسوں کی تواریخ میں ایسا ہے۔ (کذافی تواریخ الکنائس)

شیخ عبد اللہ بک فرماتے ہیں کہ اگر نصاریٰ یہ اعتراض کریں کہ یہ چاروں شخص اس حیثیت سے کہ یہ مسیح علیہ السلام کے قاصد اور ان کے دین کے معتمد ہیں مسیح علیہ السلام نے اس کتاب کی تالیف ان کے سپرد کی اور ان کو واضح حکم فرمایا۔

تو ہم جواب دیں گے کہ یہ بات بہ چند وجوہ مردود ہے۔ (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے دو شخص یعنی مرقس اور لوتا نے مسیح علیہ السلام کو بالکل نہیں دیکھا، جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں تو پھر وہ دونوں اس تالیف پر مامور کہاں سے ہو گئے؟ (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ان چاروں نے نہ تو اس کا دعویٰ کیا اور نہ یہ کہا کہ مسیح علیہ السلام نے ان کو کتاب کی تالیف کا حکم دیا، بلکہ ان میں سے ہر ایک نے اپنے بعض اصحاب و احباب کے اتماس پر اپنی کتاب تالیف کی جیسا کہ یہ شروع انا جیل اور تواریخ کنائس میں لکھا ہوا ہے۔ نیز لوتا نے اپنی کتاب کے شروع میں اس کی صراحت بھی کی ہے۔ (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ ان چاروں نے اپنی کتابوں کا نام "انجیل" نہیں رکھا، بلکہ ان کا نام "تواریخ" رکھا، جیسا کہ یہ ان کی کتابوں کے شروع میں ان کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ متا نے عیسیٰ مسیح بن داؤد بن ابراہیم کی ولادت کی کتاب میں کہا کہ: پھر نصاریٰ نے ان کتابوں کا نام بھٹ بول کر "انجیل" رکھ دیا۔ (۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چاروں مسیح علیہ السلام کی طرف سے مامور ہوتے تو وہ چاروں کسی ایک کتاب کی تالیف پر متفق ہوتے اور بالاتفاق اس کا نام "انجیل" رکھتے، متعدد انجیلیں تالیف نہیں کرتے، قصص و اخبار میں اس طرح اختلاف نہیں کرتے۔ اور کتاب کے شروع یا اخیر میں کبھی وہ اپنی ماموریت کی تصریح کرتے جیسا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کے وقت ظاہر ہونے والے عجائبات اور ان کی والدہ کے ”رودس“ بادشاہ سے خوفزدہ ہو کر سرزمین مصر کی طرف خروج کی خبر دی، جس نے ان کے بیٹے کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور اس کا سبب متانے اپنی انجیل کے اندر یہ ذکر کیا ہے کہ مشرق کے دراندازوں میں سے تین مجوسی شخص بیت المقدس آئے، اور کہنے لگے کہ یہ بادشاہ کہاں ہیں جو ان دنوں پیدا ہوئے ہیں؟ اس لیے کہ ہم نے ان کا ستارہ اپنے ملک میں طلوع ہوا دیکھا اور یہ ان کی ولادت کی علامت ہے ہم ان کے لیے ہدیہ لے کر آئے ہیں۔ جب رودس بادشاہ نے یہ بات سنی تو وہ بدل گئے اور علماء یہود کو جمع کر کے ان سے اس نومولود کے بارے میں پوچھا، تو ان سبھوں نے اس سے کہا کہ انبیاء بنی اسرائیل نے اپنی کتابوں میں ہمیں یہ خبر دی ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت بیت المقدس کے بیت اللحم میں ان دنوں ہوگی، چنانچہ اس نے ان کو حکم دیا وہ بیت اللحم جائیں اور اس نومولود کے بارے میں تحقیق و جستجو کریں، جب وہ اس کو پالیں تو اس کی اطلاع اسے کریں، نیز اس نے ان سے یہ بھی کہا کہ اس کا مقصد اس نومولود سے ملاقات اور اس کی عبادت ہے۔ حالانکہ بات وہ نہیں تھی جو اس نے ذکر کی بلکہ یہ اس کی طرف سے مکر اور دھوکہ تھا، وہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا، ادھر تینوں مجوسی بیت اللحم پہنچے اور مریم کو اور ان کے گود میں ان کے بیٹے عیسیٰ کو پایا، وہ ایک چھوٹے گھر میں سکونت پذیر تھیں، چنانچہ انھوں نے ان کو ہدیہ دیا، ان کے بیٹے کو سجدہ کیا اور ان کی پرستش کی، پھر انھوں نے رات میں ایک فرشتہ کو دیکھا، فرشتہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کو چھپائیں، اور وہ جس راستہ سے آئے ہیں وہ راستہ بدل کر دوسرے راستہ سے واپس جائیں۔ پھر وہ فرشتہ مریم کے پاس آیا اور ان کو رودس بادشاہ کے مکر کی اطلاع دی اور ان کو حکم دیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو لے کر سرزمین مصر کی طرف بھاگ جائیں۔ چنانچہ انھوں نے وہی کیا جس کا اس نے ان کو حکم دیا۔ یہ متی کا کلام ہے۔

حالانکہ یہ کلام باطل، کذب اور جھوٹ ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بیت المقدس کے درمیان اور بیت اللحم کے درمیان پانچ میل کا فاصلہ ہے۔ لہذا اگر رودس بادشاہ اس نومولود سے خوفزدہ تھا اور ان کا متلاشی تھا تو وہ ان تینوں مجوسیوں کے ساتھ یا تو بذات خود جاتا یا ان کے ساتھ اپنے معتمدین میں

سے کسی ایسے شخص کو بھیجتا جو اس کا خیر خواہ ہوتا۔ یہ اس حکایت میں متا کے کذب کی دلیل ہے۔ اس لیے کہ لوقا، مارکوس اور یوحنا نے اپنی انجیلوں میں ان میں سے کسی بات کو ذکر نہیں کیا، اور متا بذات خود نومولود بچہ کے پاس حاضر نہیں ہوا تھا بلکہ اس نے کسی کذاب سے نقل کی لہذا جیسی اس نے نقل کی ایسی ہی اس نے نقل کی۔

۲۔ دوسرا شخص لوقا ہے۔ لوقا نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی کبھی ان کو دیکھا بلکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے بعد اسرائیلی پاؤلس کے ہاتھ پر نصرانی ہوا تھا، اور پاؤلس نے بھی نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ ہی کبھی ان کو دیکھا، اور وہ نصاریٰ کے بڑے دشمنوں میں سے تھا، یہاں تک کہ اس نے شاہ روم کی طرف سے یہ آرڈر حاصل کیا کہ جہاں بھی کسی نصرانی کو پائے اس کو گرفتار کر کے بیت المقدس لائے اور اس کو وہاں قید کر دے۔

لوقا موصوف نے اپنی کتاب مسیحی ”قصص الحوارین“ میں یہ حکایت بھی نقل کی ہے کہ یہ پاؤلس چند شہسواروں کے ساتھ چل رہا تھا کہ اچانک اس کو سورج کی کرن کی طرف ایک روشنی نظر آنے لگی اس نے اس روشنی سے ایک آواز سنی، کوئی کہنے والا اس سے کہہ رہا تھا: اے پاؤلس! تو مجھ کو کیوں تکلیف دیتا ہے؟ لای شعی یا پاؤلس قنصرنی؟

(یہ حکایت بھی جھوٹ ہے یا یہ شیطان کا ایک دھوکہ ہے) پاؤلس نے کہا: کس طرح میں نے آپ کو تکلیف دی جبکہ میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ غیبی آواز دینے والے نے کہا: اگر تو نے میری امت کو تکلیف دی تو گویا مجھ کو تکلیف دی، لہذا ان کو تکلیف دینے سے اپنا ہاتھ اٹھاؤ، اس لیے کہ وہ حق پر ہیں، اور تم ان کی اتباع کرو کامیاب ہو جاؤ گے۔ پاؤلس نے کہا: میرے سردار! آپ مجھ کو کیا حکم دیتے ہیں؟ غیبی آواز دینے والے نے کہا: شہر دمشق جاؤ اور فلاں آدمی کے بارے میں پوچھو، چنانچہ پاؤلس وہاں گیا، اس کو پایا اور اس کو عیسیٰ علیہ السلام کا وہ کلام بتایا جو اس نے سنا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کو اپنے ساتھ دین نصاریٰ میں داخل کرے، چنانچہ انھوں نے اس کی درخواست قبول کی، اور اس کا عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان ظاہر ہو جانے کے بعد انھوں نے اس کی تعظیم کی۔ پس یہ پاؤلس انانیت کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور لوقا، پاؤلس کے ہاتھ پر نصرانی

ہوا، اور اس نے اسی سے کتاب انجیل لی، حالانکہ دونوں نے نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا اور نہ کبھی ان کو دیکھا، پس یہی تلمیس ہے۔ اور اس میں ان کے کذب، جھوٹ اور بطلان کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے دُور کرے، ابعدهم اللہ تعالیٰ۔

۳۔ تیسرا شخص مارکوس ہے۔ مارکوس نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کبھی نہیں دیکھا، بلکہ دین نصرانیت میں اس کا دخول عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے بعد ہوا، وہ پتر و حواری کے ہاتھ پر نصرانی ہوا، اور اس سے شہر رومہ میں انجیل حاصل کی۔ مارکوس نے بھی اپنے ان تین ساتھیوں کی کئی مسائل میں مخالفت کی جنہوں نے انجیلیں لکھیں، جیسا کہ ہم اس کو انشاء اللہ چھٹے باب میں بیان کریں گے۔

۴۔ چوتھا شخص یوحنا ہے۔ یوحنا عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوحنا کے ولیہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اُسی زمانے میں پانی کو شراب میں تبدیل کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلا معجزہ ہے جو ظاہر ہوا۔ یوحنا نے جب یہ دیکھا تو اپنی بیوی کو چھوڑ دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے دین اور ان کی سیاحت میں ان کی پیروی کی۔ نصاریٰ ذکر کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ کو اپنے خالہ زاد بھائی یوحنا موصوف کے پاس بھیجا (اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یہود عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے گمان کے مطابق اپنی موت کا یقین ہو گیا) اور اس سے کہا: یوحنا! میری والدہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس لیے کہ وہ تیری ماں ہے۔ اور اپنی ماں سے کہا: ماں! یوحنا کے بارے میں اللہ سے ڈرو اس لیے کہ وہ آپ کا بیٹا ہے۔ اور ان کو اس کے ساتھ خیر خواہی کی وصیت کی۔

یوحنا انا جیل اربعہ کے مصنفین میں سے چوتھا اور آخری شخص ہے جیسا کہ ہم نے عرض کیا، لیکن اس نے اس بات کا قطعاً کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

یہ وہ چار آدمی ہیں جنہوں نے چاروں انجیلیں لکھیں، ان میں تحریف اور تبدیل کی اور ان میں جھوٹ کا ارتکاب کیا، عیسیٰ علیہ السلام تو صرف ایک ہی انجیل لے کر آئے تھے، جس میں نہ تو کوئی تعارض تھا نہ کوئی اضطراب اور نہ ہی کوئی اختلاف، اور ان چاروں کے نزدیک اور ان کے درمیان وہ تعارض، اضطراب، اختلاف اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی وہ نسبت ظاہر ہوئی جو معلوم و مشہور ہے، جن کا نصاریٰ بھی انکار نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس پر ہم بطور حکایت ایک باب قائم کریں گے انشاء اللہ۔ اس میں سے ایک حکایت یہ ہے کہ متانے اپنی انجیل میں یہ نقل کیا ہے کہ:

ان عیسیٰ قال یكون جسدی فی بطن الارض ثلثة ايام و ثلثة لیال موت کے بعد زمین کے پیٹ میں تین دن اور بعد موتی کما لبث یونس فی ثلثین رات تک رہے گا جیسے یونس علیہ السلام مچھلی بطن الحوت۔ (انجیل متا انسل الاثلاث عشر) کے پیٹ میں تھے۔ (انجیل متا ۱۳ ویں فصل)

یہ صریح جھوٹ اور بہتان ہے جو متانے اپنی انجیل میں لکھا ہے۔ اس لیے کہ اس نے اپنے تینوں ساتھیوں کی موافقت انا جیل کی اس بات پر کی ہے کہ:

ان عیسیٰ مات بزرعمهم فی الساعة عیسیٰ علیہ السلام ان کے گمان کے مطابق جمعہ السادسة من یوم الجمعة و دفن فی کے دن چھ بجے انتقال فرمائے ہیں، اور سنیچر کی اول ساعة من لیلة السبت وقام فی رات کے اول وقت میں ان کو دفن کیا گیا اور آپ بین الموتی صبیحة یوم الاحد۔ مژدوں کے درمیان سے اتوار کی صبح اٹھے ہیں،۔

لہذا اس گمان فاسد کی بنیاد پر آپ زمین کے پیٹ میں ایک دن اور دو رات رہے۔ اور متا کے گذشتہ قول کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ وہ تین دن تین رات زمین کے پیٹ میں مدفون رہیں گے جیسے یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تھے، اس سے متا کا کذب اور اپنی نقل میں اس کا تناقض ظاہر ہوا۔

اس مسئلہ میں انا جیل اربعہ کے مصنفین کے کذب میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ نہ تو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارے میں کسی کو یہ خبر نہیں دی اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنی انجیل میں یہ خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا جائے گا اور ایک دن اور دو رات یا تین دن اور تین رات وہ مدفون رہیں گے۔ بلکہ حقیقت وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب عزیز میں خبر دی کہ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ یہودیوں نے نہ تو عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ انھیں سولی دی بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا۔

دوسرا باب

عیسائیوں کا متعدد مذاہب اور فرقوں میں افتراق

نصاری بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے

پہلے فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نعوذ باللہ اللہ ہی ہے، جو خالق ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تم نے جھوٹ بولا، کفر کیا اور اپنی انجیلوں کی مخالفت کی اس لیے کہ تم نے اپنی انجیل میں کہا ہے کہ:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال
للحواریین قبل اللیلة التي اخذه
فیہا الیہود قد تغاشیث من کرب
الموت ثم اشتد حزنه و تغیر و
خر علی وجهه یبکی و یتضرع
الی اللہ تعالیٰ و یقول یا الہی ان
امکن صرف کاس المنیة فاصرفها
و لایکون ما اشاء انابل ما تشاء
انت. (الفصل السادس والعشرون انجیل متا)

عیسیٰ نے حواریین سے اس رات سے پہلے
جس میں ان کو یہود نے گرفتار کیا کہا کہ میں
موت کی تکلیف سے بے ہوش ہو چکا ہوں پھر
ان کا غم تیز ہو گیا اور ان کا چہرہ متغیر ہو گیا اور وہ
اپنے چہرہ کے بل گر کر رونے لگے اور اللہ تعالیٰ
کے سامنے گڑ گڑانے لگے اور کہنے لگے اے
میرے معبود اگر موت کے پیالہ کو پھیرنا ممکن ہو
تو اس کو پھیر دے اور وہ نہیں ہوگا جو میں چاہتا
ہوں بلکہ تو جو چاہتا ہے۔ (انجیل متا ۲۶: ۲۸ میں فصل)

یہ مسیح علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ ایک عاجز آدمی ہے
اپنے اوپر موت کے نزول کا خوف رکھتا ہے اور یہ کہ اس کا کوئی معبود ہے جس کو اس نے
یا الہی کہہ کر پکارا ہے اور اس کے سامنے گڑ گڑایا ہے نیز وہ اپنی آدمیت اور خوف و غم کے
باوجود اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ انھوں نے کہا کہ:
”اگر موت کو پھیرنا ممکن ہو تو اس کو مجھ سے پھیر دے“ یہ اللہ جل ذکرہ کی قدرت میں عین

شک ہے۔ اور مسیح علیہ السلام کو یا تو یہ معلوم ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی
ہے۔ تو پھر ان کے اس قول ”اگر یہ ممکن ہو“ کا کیا معنی ہے؟ اور اگر ان کو یہ معلوم ہے کہ
اللہ کے لیے یہ ممکن نہیں ہے تو پھر اللہ سے سوال کرنے اور اس کے سامنے گڑ گڑانے کا کیا
معنی ہے؟ اور روح اللہ و رسول اللہ علیہ السلام اس بات سے پاک ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی
قدرت میں شک کرے بلکہ یقین کے درجے تک ان کو علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز عاجز
نہیں کر سکتی ہے۔ اور جو بھی معجزات ان کے ہاتھوں پر جاری ہوئے وہ اللہ کی مشیت ہی
سے ہوئے۔

نیز اس فرقہ سے کہا جائے گا کہ تم نے یوحنا کے اس قول کی مخالفت کی کہ:

ان المسیح رفع بصره الى السماء
و تضرع الى الله تعالى و قال یا
رب انی اشکر استجابتك
دعائی و اعترف لك بذلك
واعلم انک فی کل وقت تجیب
دعائی ولكن اسئلك من اجل
هؤلاء الجماعة الحاضرين فانهم
یومنون بالذی ارسلنی.

مسیح نے اپنی نگاہ آسمان کی طرح اٹھائی اور اللہ
تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑایا اور کہا اے میرے
رب! میں شکر ادا کرتا ہوں اس پر کہ تو نے میری
دعاء قبول کی اور تیرے لیے میں اس کا اعتراف
کرتا ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو ہر وقت میری
دعاء کو قبول کرتا ہے لیکن میں تجھ سے حاضرین
کی اس جماعت کی وجہ سے سوال کرتا ہوں، اس
لیے کہ یہ لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں جس نے

(انجیل یوحنا الفصل الثالث عشر)
مجھ کو رسول بنا کر بھیجا۔ (انجیل یوحنا تیرہویں فصل)
دیکھئے! مسیح علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ان کا رب اور معبود ہے۔
انھوں نے اس کے سامنے گڑ گڑایا۔ اور اس کی نعمتوں اور قبولیت دعا کا شکر ادا کیا، پھر
نصاری کیسے کہتے ہیں کہ عیسیٰ وہی اللہ ہی جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، کیا
عقول سلیمہ میں اس سے زیادہ قبیح اور کوئی بات ہو سکتی ہے؟
یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال للیہود
من یسمع کلامی و یؤمن بالذی

عیسیٰ علیہ السلام نے یہود سے کہا کہ جو میرے
کلام کو سنے گا اور اس پر ایمان لائے گا جس نے

ارسلنی دخل الجنة

(الفصل الخامس انجیل یوحنا)

اور اسی فصل میں ہے:

مجھ کو بھیجا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(انجیل یوحنا، پانچویں فصل)

ان اليهود قالوا لعيسى عليه السلام من يشهد لك بما تقول قال الرب الذي ارسلني هو يشهد لي. (انجيل يوحنا الفصل الخامس) ہے۔ (انجیل یوحنا، پانچویں فصل)

یہ اس بات پر دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ وہ ایک نبی مرسل ہیں، ان کا ایک رب ہے جس نے ان کو بھیجا ہے نیز یہ کہ جو ان سے سنی ہوئی باتوں پر عمل کرے گا اور اس خدا پر ایمان لائے گا جس نے ان کو بھیجا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے کہ:

انه كان بيت المقدس مجنون يتكلم الجن من فمه فاحتباز عيسى فصاح به الجن وقال يا عيسى! اى شئ لك عندى؟ اتحب ان تخرجنى من هذا الجسد حتى يعلم الناس انك بنى انا اعلم انك نبى روح الله و ان الله تعالى ارسلك فامرہ بالخروج وقام الرجل صحيحا ساملا فتعجب الحاضرون من ذلك. (انجيل مارکوس، الفصل الاول)

یہ انتہائی واضح دلیل ہے اس بات پر کہ عیسیٰ علیہ السلام بشر اور مجملہ ایک رسول ہیں،

دوسرا فرقہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں اور وہ معبود بھی ہیں اور انسان بھی، وہ اپنے باپ کی طرف سے معبود اور اپنی ماں کی طرف سے انسان ہیں، اور یہود نے ان کی انسانیت کو قتل کیا۔ ان کی انسانیت کا جسم قبر میں داخل ہونے کے بعد ان کی الوہیت پاک ہوئی اور جہنم میں اتر کر اس سے آدم، نوح، ابراہیم اور تمام انبیاء علیہم السلام کو نکالا، یہ لوگ جہنم میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کے اکل شجر کے گناہ کی وجہ سے تھے۔

یہ اعتقاد، انتہائی کفر، حماقت اور ان کے دین میں فساد کا ہے۔ فنعود بالله منه، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر افتراء کیا ہے۔ اور اس کی دلیل خود ان کی کتابوں میں ہے۔ مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان عيسى عليه السلام قال للحواريين اعلموا واعتقدوا ان اباكم اى مولاكم السماوى الذى فى السماء يعنى بذلك هو الله تعالى واحد فرد. (انجيل مرقس بارہویں فصل)

(انجیل مرقس الفصل الثانی عشر)

عیسیٰ علیہ السلام کی اس شہادت سے جو ان کی انجیل میں ہے پڑھ کر عیسائیوں کے کذب کی اور کون سی شہادت زیادہ واضح ہوگی؟ نصاریٰ کے باقی فرقوں کے عقائد سب کفر اور کذب ہیں جو بہتان سے مستحکم ہیں، ان کا ذکر میں نے اختصار اور تخفیف کے ارادہ سے ترک کر دیا۔

ان عيسى عليه السلام ابن الله و انه اله و انسان فهو اله من جهة ابه و انسان من جهة امه و ان اليهود قتلوا انسانيته و ان الالهيه بعد ما دخل جسد انسانيته القبر حاشا فنزل الى جهنم و اخرج منها آدم و نوحا ابراهيم و جميع الانبياء و انهم كانوا فيها من اجل خطيئة ابهم آدم فى الاكل من الشجرة.

(حقیقی) اولاد کے بارے میں آپ لوگ کیا کہیں گے؟ اس لیے کہ انھوں نے نہ تو ختم کیا ہے اور نہ کبھی تعطیس کی ہے۔ حالانکہ وہ تمھاری اناجیل کے نصوص اور تمھارے علماء کے اجماع کے مطابق جنت میں ہیں۔ ان کے پاس اس سوال کا قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ واضح رہے کہ تعطیس کا یہ اصول عیسائیوں نے اپنی انجیلوں میں اللہ اور رسول پر افتراء کر کے گڑھا ہے۔

تعطیس کا طریقہ: (پانی میں غوطہ دینے کا طریقہ)

یہ ہے کہ ہر گرجا میں سنگ مرمر یا کسی دوسرے پتھر کا ایک حوض ہوتا ہے۔ پادری اس کو پانی سے بھر دیتا ہے۔ اور اس پر انجیل کا کچھ حصہ جو میسر ہوتا ہے پڑھتا ہے اور اس میں بہت زیادہ نمک اور بلسان کا کچھ تیل ڈال دیتا ہے۔ پھر اگر نصرانی ہونے والوں میں سے غوطہ لگانے والا شخص بڑی عمر کا ہے تو اس کے پاس پادری کے ساتھ عیسائیوں کے کچھ بڑے لوگ جمع ہو جاتے ہیں جو اس کے حق میں اپنے گمان کے اعتبار سے اللہ کے سامنے تعطیس کی گواہی دیتے ہیں، اور پادری اس سے حوض کے پاس یہ جملہ کہتا ہے:

يا هذا اعلم ان التنصر هو ان يعتقد
هذا حاشا ان الله ثالث ثلاثة و تعقد
انك لا يمكن لك دخول الجنة
الا بالتغطيس و ان ربنا عيسى ابن
الله و انه التحم في بطن امه مريم
فصار انسانا و الها فهو له منه
جوهر ابیہ و انسان من جوهر امه و
انه صلب و مات و عاش و صار
حیا بعد ثلثة ايام من دفنه و صعد
الى السماء و جلس عن يمين ابیه
و يوم القيامة هو الذي يحكم بين
الخلق و انك آمنت بكل ما

اے شخص جاننا چاہئے کہ نصرانی ہونا یہ ہے کہ
(نعوذ باللہ) یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تین میں
کا تیسرا ہے اور تو یہ اعتقاد رکھے کہ تیرے لیے
تعطیس کے (غوطہ کھائے) بغیر جنت میں داخلہ
ممکن نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہمارے رب عیسیٰ اللہ
کے بیٹے ہیں وہ اپنی ماں مریم کے پیٹ میں جڑ
کر انسان اور معبود ہو گئے وہ اپنے باپ کے جوہر
سے معبود اور اپنی ماں کے جوہر سے انسان ہیں،
ان کو سولی دی گئی، وہ مر گئے، اور اپنی تدفین کے
تین دن بعد زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور
اپنے باپ کے داہنی طرف بیٹھ گئے، قیامت کے
دن وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ کریں گے اور تم

تیسرا باب

مذہب عیسائیت کے اصول کا فساد

یہ وہ اصول ہیں جن سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ جن پر ان کے جمہور کا اجماع ہے ان کے ان اصول میں سے ہر ایک کی تردید ہم ان کی انجیلوں کے نصوص سے کریں گے۔
دین نصاریٰ کے اصول پانچ ہیں: (۱) تعطیس (۲) ایمان بالمتکیث (۳) اقنوم ابن کے مریم کے پیٹ میں جڑنے کا اعتقاد (۴) قربات پر ایمان کہ کس طرح مناسب ہے (۵) پادریوں کے سامنے تمام گناہوں کا اقرار۔

پہلا اصول: تعطیس (پانی میں غوطہ دینا)

لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسى عليه السلام قال من
تغطس دخل الجنة ومن لم
يتغطس فله جهنم خالدا فيها.
(انجیل لوقا) رہے گا۔ (انجیل لوقا)

اسی وجہ سے نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ تعطیس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں ہے۔ ان سے پوچھا جائے کہ آپ لوگ، ابراہیم، موسیٰ، اسحق، یعقوب اور تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کیا کہیں گے؟ وہ لوگ جنت میں ہیں یا نہیں؟ یقیناً ان کا جواب ”ہاں“ ہی ہوگا کہ وہ جنت میں ہیں۔ پھر ان سے پوچھا جائے کہ وہ جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ جبکہ انھوں نے تعطیس نہیں کی، وہ لوگ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ”ختمہ“ ان کو تعطیس کی طرف سے کافی ہو گیا، پھر ان سے پوچھا جائے کہ آدم، نوح اور ان کی صلی

الظلمت الى النور والاتقان ببركة سيد الاولين والآخرين، عليه وعلى آله وصحبه وازواجه صلوة الرحمن.

گمراہ اور گمراہ کن ائمہ کفر یعنی متقدمین نصاریٰ کی شہادت کے مطابق ایمان بالمثلث کے بغیر ان کے نزدیک جنت میں دخول ممکن نہیں ہے۔ لہذا وہ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے اور عیسیٰ اللہ کے بیٹے ہیں، ان کی دو طبیعتیں ہیں، ایک ناسوتی اور دوسری لاہوتی، یہ دونوں طبیعتیں شی واحد ہو گئی ہیں۔ لاہوت، انسان، حادث تام اور مخلوق ہو گئی ہے اور ناسوت معبود تام خالق غیر مخلوق ہو گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تینوں اللہ، عیسیٰ اور مریم ہیں۔

ان قائلین کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔ کوئی عقل سلیم والا اس میں شک نہیں کرے گا کہ جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس روئی، ست، حرام، رذیل، فاسد اور کفریہ عقیدہ سے بچائے جس سے بچوں کی عقلیں بھی پاک ہیں جس پر اہل فہم ہنتے ہیں۔ ان کو اپنی گڑھی ہوئی باتوں کے بموجب لازم آتا ہے کہ عیسیٰ کی ذات، اللہ کی ذات کی طرح ہے اور ان کے لیے ایسا علم، ایسی قدرت اور ایسی دیگر صفات ہیں جیسے اللہ کا علم، اس کی قدرت اور سارے صفات ازلیہ، حالانکہ یہ باطل ہے اور اس کا بطلان خود ان کی کتاب میں ہے۔

مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان الحواریین سألوا عیسیٰ عن الساعة التي هي القيامة فقال لهم ان ذالك اليوم لا يعلمه الذين في السماء ولا يعلم الا الاب وحده، یعنی اللہ تعالیٰ۔

حواریین نے عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ان سے کہا کہ اس دن کو وہ لوگ بھی نہیں جانتے ہیں جو آسمان میں ہیں اور اس کو اب یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

(انجیل مارکوس فصل ثالث)

(انجيل ماركوس، الفصل الثالث)

اس وقت پادری اس حوض سے ایک پلیٹ پانی لیتا ہے اور اس کو اس شخص پر بہا دیتا ہے اور اس سے کہتا کہ انا نغطسک باسم الابن و الابن و الروح القدس ہم تم کو باپ، بیٹا اور روح مقدس کے نام سے غوطہ دیتے ہیں۔

پھر رومال سے اس سے پانی کو پونچھا جاتا ہے اور وہ وہاں سے لوٹ جاتا ہے۔

اب وہ دین نصاریٰ میں داخل ہو چکا۔

نصاری کے بچوں کی تعطیس ان کی ولادت کے آٹھویں دن ہوتی ہے۔ بچہ کو لے کر ان کے والد گرجا میں آتے ہیں، اور اس کو پادری کے سامنے رکھ دیتے ہیں، پادری اس سے مذکورہ بالا کلام کے ساتھ مخاطب ہوتا ہے اور اس سے عیسائیوں کے عقائد کا اقرار کراتا ہے۔ اس کی طرف سے اس کے والدین ”وَنعم“ (ہاں) کہہ کر جواب دیتے ہیں، پھر وہ اپنے بچے کو اٹھا لیتے ہیں، اب بچہ نصرانی ہو چکا ہے۔ یہ ان کی تعطیس کا طریقہ ہے۔

واضح رہے کہ یہ پانی جس کو پادری گرجاؤں کے حوضوں میں رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض سالہا سال باقی رہ جاتا ہے مگر اس میں نہ تو بدبو ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ عام نصاریٰ اس سے تعجب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ پادری اور گرجا کی برکت ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ نمک کی کثرت اور بلسان کے تیل کی وجہ سے ہے۔ یہی دونوں چیزیں پانی کے لٹغفن سے مانع ہیں، اور پادری نمک اور تیل صرف رات میں یا ایسے وقت میں ڈالتے ہیں جبکہ اس کو عام نصاریٰ میں سے کوئی نہیں دیکھتا ہے۔ یہ پادریوں کی گمراہی سے متعلق ان کے بعض حیلوں میں سے ایک ہے۔ میں جاہلیت اور کفر میں ایک عرصہ اسی دین میں رہا، میں نے بھی ایسا ہی کیا اور بہت سے نصاریٰ کی بار بار تعطیس کی۔

الحمد لله الذي هداني الى الحق والعرفان واخرجني من

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ حتیٰ کہ فرشتے بھی ناقص العلم ہیں، قیامت اور اس کے قیام کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام صرف ان ہی باتوں کو جانتے ہیں جو باتیں اللہ نے انھیں سکھائی ہیں۔ انجیل متا میں ہے:

ان عیسیٰ علیہ السلام حین عزم
اليهود علی قتله تغیر فی تلک
الليلة و حزن حزنًا شدیدًا۔
جس وقت یہود عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ
کیا آپ میں اس رات تبدیلی آئی اور آپ
سخت غمزدہ ہوئے۔

(الفصل السادس والعشرون من انجیل متا)
(انجیل متا ۲۶: ۳۱-۳۲ میں فصل)

جو شخص غمزدہ ہوتا ہے اور جس میں تبدیلی آتی ہے وہ نہ تو معبود ہے اور نہ معبود کا بیٹا، کسی بھی صاحب عقل صحیح کے نزدیک عیسائیوں کے اس قول سے زیادہ قبیح کوئی قول نہیں ہے کہ عیسیٰ کی دو طبیعتیں ہیں، لاہوتی، (خداوندی) اور ناسوتی (انسانی) اور یہ دونوں طبیعتیں شے واحد ہو گئی ہیں۔ یہ اس سے بھی زیادہ قبیح ہے کہ ”پانی اور آگ نور اور ظلمت شے واحد ہو گئے ہیں۔“ یہ اس لیے محال ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی ضد ہے لہذا تمام مخلوقات کا خالق جو اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے مخلوق سے غنی ہے جو اپنی عظمت و کبریائی میں کسی بھی چیز کی مشابہت سے پاک ہے۔ عقل سلیم میں یہ بات کیسے سہی ہو سکتی ہے کہ وہ نعوذ باللہ اپنی بعض مخلوقات کے ساتھ جز کر شے واحد ہو گیا ہے۔ اللہ بادشاہ برحق عیسائیوں کے شرک سے بلند و بالا تر ہے۔ عیسیٰ کی لاہوت (خداوندی) اس وقت کہاں تھی جب ان کی ناسوت (انسانی طبیعت) مری تھی۔ اللہ تعالیٰ خاص طور پر ان کے اس قول سے پاک ہے کہ ”خداوندی“ اور ”طبیعت انسانی“ ایک ہو گئیں اور کھل مل گئیں۔ پھر کس چیز نے ان میں تفریق کی؟ جب ان کے گمان سے ان کے جسم اور ناسوت (انسانی طبیعت) کو کوڑے سے مارا گیا، ان کے سر پر کاٹا باندھا گیا، ان کو لکڑی پر سولی دی گئی اور نیزے مارے گئے یہاں تک کہ ان کی موت ہو گئی اور وہ ڈر اور خوف کے مارے چیخ رہے تھے، اس وقت ان کی لاہوت ان کی ناسوت سے کہاں غائب ہو گئی؟ عیسائیوں کا گمان ہے کہ سولی اور قتل کے وقت ان کی ”خداوندی“ ان سے جدا

ہو کر جہنم میں گئی۔ اور اس سے انبیاء علیہم السلام کو نکالا اس وقت ان کی ناسوت (طبیعت انسانی) قبر میں مدفون تھی اس کے پاس ان کی لاہوت (خداوندی) آئی اس کو قبر سے نکالا پھر اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئی۔

یہ سارے باطل دعوے، پھپھسے کفر اور ایسے عیوب اور رسوائیاں ہیں جن کی اجازت کوئی عقل سلیم نہیں دے سکتی۔ وہ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ کی دو طبیعتیں تھیں جو شے واحد ہو گئی تھیں؟ جبکہ ان کی انجیلوں میں شہادت موجود ہے کہ عیسیٰ کی صرف ایک ہی طبیعت تھی یعنی آدمیت اور اس کی دلیل متا کا یہ قول ہے۔

متا نے اپنی انجیل میں کہا ہے:

ان عیسیٰ علیہ السلام لما انتقل
من المدينۃ النبی ولد فیہا استخف
الناس بہ فقال لا يستخف بنی الا
فی مدینتہ (انجیل متا الفصل الثالث عشر)
عیسیٰ علیہ السلام جب اس شہر سے منتقل ہوئے
جہاں ان کی پیدائش ہوئی تھی تو لوگوں نے ان کا
مذاق اڑایا تو فرمایا کہ نبی کا مذاق ان کے شہر ہی
میں اڑایا جاتا ہے۔ (انجیل متا ۱۳ ویں فصل)

یہ ان کی طرف سے اس بات کا اقرار ہے کہ وہ من جملہ ایک نبی ہیں، اور تمام انبیاء کی ایک ہی طبیعت ہے یعنی ”آدمیت“ اس کی تائید شمعون صفا، حواریین کے سردار کے اس قول سے بھی ہوتی ہے جو انھوں نے یہود سے اس وقت کہا تھا جب یہود نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ گربز کیا تھا:

فقال یا رجال بنی اسرائیل
اسمعوا مقالتي ان المسيح هو
رجل ظهر لکم من عند اللہ بالقوة
والتأيید والمعجزات التي اجراها
اللہ تعالیٰ علی یدیہ و انتم کفرتم
به۔ (ہکذا فی کتاب قصص الحواریین فی
ان کا کفر کیا۔
کہا: اے بنی اسرائیل کے لوگو! میری بات
سنو! مسیح علیہ السلام ایک آدمی ہے جو
تمہارے لیے اللہ کی طرف سے قوت، تائید
اور ان معجزات کے ساتھ ظاہر ہوا ہے جن کو
اللہ نے ان کے ہاتھ پر جاری کیا اور تم نے
ان کا کفر کیا۔

(الفصل الثانی)

(کتاب قصص الحواریین دوسری فصل)

کتاب قصص الحواریین عیسائیوں کے نزدیک انجیل کی طرح معتمد ہے لہذا اس کی

خبر سے زیادہ قابل اعتماد اور کون سی خبر ہوگی؟ اور شمعون الصفا سے زیادہ عادل اور کون سا گواہ ہوگا جس کے ذکر سے عیسائی برکت حاصل کرتے ہیں، جس کی کثرت صلاح و تقویٰ پر عیسائی ایمان رکھتے ہیں۔ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ گواہی دی کہ وہ ان لوگوں، نبیوں اور رسولوں میں سے ہیں جن کی تائید اللہ نے معجزات کے ذریعہ کی، نیز یہ کہ جو بھی معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جاری ہوا وہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے اس میں مسیح علیہ السلام کا کوئی کسب نہیں ہے۔ لہذا اس حق اور نور حق کو اس ظلمت کفر سے کیا نسبت ہے جو عیسائیوں کے اس قول میں پائی جاتی ہے کہ ”لا ہوت (خداوندی) جب عیسیٰ کی ناسوت یعنی ان کے جسم سے جڑ گئی تو نعوذ باللہ وہ معبود کامل اور غیر مخلوق ہو گئے۔“ یقیناً یہ ان لوگوں کا کفر ہے اللہ کے بندو! غور کرو، کس طرح شیطان کفر کی تیرگی کے ذریعہ ان کی بصیرت پر غالب آ گیا حتیٰ کہ وہ اس عقلاً و عادۃً محال پر ایمان لے آئے۔ اور اس سلسلے میں ان صفہ اول کے شیاطین کی تقلید کی جنھوں نے ان کے سامنے اس فتیج اور رذیل عقیدہ کو خلط ملط کیا۔ ان کے حال و قال سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔

لوقا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا ہے:

ان عیسیٰ بعد ما قام من قبرہ لقیہ رجلان من تلامیذہ و هما القلیوفاس ولوقا فقال لهما مالکما حزینان فقالا له وانت کانک غریب وحدک فی مدینتہ بیت المقدس لم تعرف ماجری فیہا فی ہذہ الایام من امر المسیح الذی کان رجلاً مصدقاً من اللہ فی مقاتلہ و افعالہ

عیسیٰ علیہ السلام جب اپنی قبر سے اٹھے ان سے ان کے دو شاگردوں کی ملاقات ہوئی قلیوفاس اور لوقا عیسیٰ نے کہا: تم دونوں غمگین کیوں ہو؟ ان دونوں نے کہا: گلتا ہے کہ آپ شہر بیت المقدس میں تنہا اجنبی ہیں۔ کیا آپ کو وہ حادثہ معلوم نہیں ہوا جو ان دنوں واقع ہوا یعنی مسیح علیہ السلام کا حادثہ جو منجانب اللہ اپنے اقوال و افعال میں عند اللہ و عند الناس تصدیق شدہ تھے۔

(انجیل لوقا)

عند اللہ و الناس۔ (انجیل لوقا)

یہ ان کے شاگرد کی بھی گواہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام منجانب اللہ ایک تصدیق شدہ

شخص تھے وہ نہ تو خالق تھے۔ نہ معبود اور نہ معبود کا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے قول سے بالاتر ہے۔

تیسرا اصول: اقنوم امین کا مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کے ساتھ جوڑ اور اس کا سبب

عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو آدم علیہ السلام کے گہیوں کے درخت میں سے کھانے کی غلطی کی سزا جہنم میں دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم کی آگ سے نکال کر ان پر رحم فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو بھیجا وہ مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کے جسم کے ساتھ جڑ گیا لہذا وہ انسان اور معبود ہو گیا، انسان اپنی ماں کے جوہر سے اور معبود اپنے باپ کو جوہر سے۔ قتل کے ذریعہ ان کی موت ہوئی پھر تین دن کے بعد وہ زندہ ہوئے اور جہنم میں اتر کر اس سے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد یعنی تمام انبیاء کو نکالا۔

یہ ان کے کفر فاسد اور دین خبیث کا عقیدہ ہے جو ان کے لیے ان کے صف اول کے شیاطین نے مقرر کیا ہے جو نہ تو کسی دلیل کی طرف منسوب ہے اور نہ ہی کسی نبی اور رسول سے منقول ہے۔ اللہ کے انبیاء اور رسل اس قسم کے خناس مضحکہ، فضاخ مہلکہ اور تناقض واضح سے پاک ہیں۔ یہ محال ہے کہ خالق ازلی گوشت اور خون میں بدل جائے، یا اس کی زمین یا آسمان میں کوئی اولاد ہو، یا اس کی قدامت و بقاء جن کی کوئی انتہاء نہیں ہے محدود، متحیز یا منتقل ہو جائیں، ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تو وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شبیہ اور نظیر نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی مرنے والے انسان میں نازل ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جو کبھی مرنے والا نہیں ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ اس بات سے بھی پاک ہے کہ وہ اپنی ذات بزرگ و برتر کے ساتھ کسی عورت کے پیٹ میں آ جائے، اللہ تو وہ ہے جس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو محیط ہے۔ عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ اللہ ہی ہیں۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھے گا وہ نصرانی نہیں ہے؟ یقیناً وہ جواب دیں گے کہ ”ہاں“ پس ان سے کہا جائے گا کہ تم نے بہتان عظیم اور واضح محال پر اقدام کیا کہ تم نے ایک

انسان کو خالق ازلی بنادیا حالانکہ وہ حادث اور مخلوق ہے۔ اور عیسیٰ کے بارے میں تمہارا معاملہ پانچ وجوہات سے خالی نہیں ہے۔

- (۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ تم نے خود عیسیٰ کو معبود ازلی یا معبود ازلی کا مسکن بنایا ہے۔
- (۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ نے خود اپنے بارے میں یا ان کی طرف سے ان کے ان تلامذہ نے یہ بات کہی ہے جنہوں نے تمہارے سامنے ان کا دین نقل کیا ہے۔
- (۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ تم نے اُن کو اُن آیات خارقہ کی وجہ سے معبود بنایا ہے جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی ہیں۔
- (۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ تم نے ان کو ان کے آسمان پر چڑھنے کی وجہ سے معبود بنایا ہے۔
- (۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ تم نے ان کو ان کی تعجب خیز ولادت یعنی بغیر باپ کے ہونے کی وجہ سے معبود بنایا ہے۔

اگر تم کہتے ہو کہ یہ ان کی تعجب خیز ولادت اور ان کے بغیر باپ کے ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ آدم علیہ السلام سے زیادہ تعجب خیز نہیں ہے۔ وہ بھی بغیر ماں باپ کے اور بغیر گارامٹی کے پیدا ہوئے، حالانکہ نہ تو کسی فرشتہ کو اور نہ ہی آدم علیہ السلام کو معبود کہا گیا، اور تم بھی اس کا انکار کرتے ہو، تو پھر ان کے درمیان اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کیا فرق ہے؟ ہمیں بتاؤ، حالانکہ وہ حکمت تخلیق میں عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ تعجب خیز ہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام ان آیات خارقہ کی وجہ سے معبود ہیں جو ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئی تھیں تو تمہارے علماء یہ جانتے ہیں کہ المسیح نبی علیہ السلام نے ایک مردہ کو اپنی زندگی میں اور ایک مردہ کو اپنی وفات کے بعد زندہ کیا تھا۔ اور برزخ میں یعنی موت کے بعد معجزہ احیاء، موت سے قبل کے معجزہ احیاء سے زیادہ تعجب خیز ہے۔ اور الیاس نبی علیہ السلام نے بھی ایک مردہ کو زندہ کیا تھا اور ایک بڑھیا کے آٹا اور تیل میں برکت رکھ دی تھی، لہذا اس کے تھیلے کا آٹا اور برتن کا تیل سات سال تک ختم نہیں ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی تھی کہ وہ سات سال تک بارش کو روک لے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کر لی تھی۔ اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پانچ روٹیاں پانچ ہزار انسانوں کو کھلائی تھیں، تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے بھی اللہ عظیم سے

اپنی قوم کے لیے دعاء کی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک ان کو من و سلویٰ کھلایا، حالانکہ ان کی تعداد چھ لاکھ انسان سے زیادہ تھی، اور اگر عیسیٰ علیہ السلام سمندر پر چلے تھے اور اس میں ڈوبے نہیں تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے بھی دریا پر اپنی لاشی ماری تھی دریا پھٹ گئی تھی اس میں کئی راستے بن گئے تھے جن سے ان کی پوری قوم نے دریا کو پار کیا تھا، فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تھا اور وہ سب غرق ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے ایک چٹان سے بارہ چشمے بہائے بنی اسرائیل کے ہر ایک خاندان کے لیے ایک ایک چشمہ تھا، اور انہوں نے اہل مصر کے لیے عذاب کے عجائبات میں سے دس نشانیاں پیش کیں۔

پہلی نشانی ان کی عصا ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے ڈالا تو وہ ایک خوفناک اژدھا بن گئی اور جادو گروں کی تمام رستیوں کو نگل گئی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ ان کے پانی کو بدبودار کر دیا اور ان تمام حیوانات کو مار ڈالا جو اس میں تھے۔ تیسری نشانی ان پر مینڈکوں کو بھیجنا ہے حتیٰ کہ مینڈکوں سے ان کے گھر بھر گئے۔ چوتھی نشانی ان کے جسموں پر جوئیں مسلط کرنا ہے۔ پانچویں نشانی مختلف انواع کی کھیاں بھیجنا۔ چھٹی نشانی ان کے تمام جانوروں کو ہلاک کرنا۔ ساتویں نشانی ان کے جسموں میں زخموں کا ٹھکانا۔ آٹھویں نشانی ان پر اولے کا گرنا حتیٰ کہ ان کے درخت خراب ہو گئے۔ نویں نشانی ان کے پورے ملک میں مٹیوں کو بھیجنا۔ دسویں نشانی وہ تاریکیاں جو تین دن اور تین راتوں تک ان پر چھائی رہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام بذاتہ معبود تھے، چونکہ وہ آسمان پر تشریف لے گئے تھے اُسی لیے تم نے ان کو معبود بنایا ہے تو تم پر لازم ہوتا ہے کہ تم الیاس اور ادریس علیہما السلام کو بھی معبود بناؤ، اس لیے کہ وہ دونوں بھی تمہارے نزدیک بلا اختلاف آسمان پر تشریف لے گئے ہیں، اور ایونا انجیلی بھی تورات کی نص اور تمہارے علماء کے اجماع کے مطابق آسمان پر تشریف لے گئے ہیں۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ عیسیٰ نے خود اپنے لیے معبودیت کا دعویٰ کیا اسی وجہ سے تم نے ان کو معبود گردانا، تو یقیناً تم نے رسوا کن جھوٹ اور قبیح بہتان کا برملا انکاب کیا۔ اس

سلسلے میں تمھاری تردید خود تمھاری انجیلوں میں موجود ہے۔ اس لیے کہ تمھارے ہاتھوں میں موجود انجیل میں ہے:

انه حين صلب و قال الہی الہی جس وقت عیسیٰ کو سولی دی گئی اس وقت انھوں نے لم خذ لتی (انجیل) کہا: میرے معبود! تو نے میری مدد کیوں چھوڑ دی۔ اس پر انجیل کی عبارت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

انه قال ان اللہ تعالیٰ ارسلنی عیسیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمھاری طرف بھیجا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ بشر اور انبیاء مرسلین میں سے ہیں۔ تمھاری انجیل کی نصوص اس بارے میں بہت زیادہ ہیں کہ عیسیٰ کو سولی دی گئی اور انھوں نے الہی الہی (اے میرے معبود! میرے معبود) پکارا۔

اگرچہ یہ صحیح انجیل کی نصوص نہیں ہیں بلکہ وہ تمھاری انجیل کا بہتان اور تمھارا اللہ پر افتراء ہے۔ ہم نے تو ان سے تمھارے خلاف استدلال صرف اس لیے کیا تا کہ تمھارا تناقض اور تمھاری رسوائی عقلاء کی نگاہوں میں ظاہر ہو جائے۔ وباللہ التوفیق۔

چوتھا اصول: ایمان بالقربات اور اس کا طریقہ:

عبادات متعلق عیسائیوں کا دین کفر ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جب پادری روٹی پر کچھ کلمات پڑھتے ہیں تو وہ روٹی اسی وقت عیسیٰ کے جسم میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جب شراب کے پیالے پر کچھ کلمات پڑھتے ہیں تو وہ اسی وقت عیسیٰ کا خون بن جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کا طے شدہ طریقہ یہ ہے کہ ہر گرجا کا ان کے یہاں ایک بڑا پادری ہوتا ہے جو گرجا کا منتظم ہوتا ہے۔ ہر گرجا کا پادری روزانہ ایک چھوٹی روٹی اور شراب کا ایک گلاس لاتا ہے اور نمازوں کے وقت ان پر کچھ کلمات پڑھتا ہے عیسائی یہ اعتقاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روٹی عین عیسیٰ اور شراب دم عیسیٰ بن گئی۔ یہ عقیدہ وہ متا کے اس قول سے اخذ کرتے ہیں جو اس کی انجیل میں ہے۔

ان عیسیٰ جمع الحواریین یوماً عیسیٰ علیہ السلام نے نعوذ باللہ اپنی موت سے

قبل موتہ حاشا و تناول خبزة پہلے ایک دن حواریین کو جمع کیا اور ایک روٹی و کسرھا ونا ولهم کسرة کسرة لے کر اس کو توڑا اور ہر ایک انسان کو ایک ایک لکل انسان وقال لهم کلووا هذا جسمی ثم نا ولهم کاس خمر ان کو شراب کا ایک پیالہ دیا اور ان سے کہا کہ پو وقال لهم اشربوا هذا دمی۔ یہ میرا خون ہے۔

(انجیل متا الفصل السادس والعشرون) (انجیل متا ۲۶: ۲۶ میں فصل)

اور یوحنا جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ان کے آسمان پر تشریف لے جانے تک موجود تھا اس نے اپنی انجیل میں روٹی اور شراب کی کوئی خبر ذکر نہیں کی۔ یہ وہ اختلاف ہے جو متا کے کذب، اس کے نقل محال اور بہتان پر دلالت کرتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر پادری کی روٹی کا ہر ایک جزو طول عرض اور عمق میں پورے جسم کے ساتھ عیسیٰ ہے، اگر روٹی کے اجزاء ایک لاکھ ہو جائیں تو بھی ان میں سے ہر ایک جزء مستقل عیسیٰ ہے۔

ان سے کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کی لمبائی مثلاً دس بالشت، چوڑائی دو بالشت اور گہرائی ایک بالشت تھی اور جس روٹی پر پادری کچھ پڑھتا ہے وہ تین بالشت نہیں ہو سکتی ہے۔ تو پھر ایسا جسم جس کی لمبائی دس بالشت، چوڑائی دو بالشت اور گہرائی ایک بالشت ہے ایسی شے میں کس طرح سما سکتا ہے جس کی لمبائی صرف تین بالشت ہو۔ یہ بات ہر عقل سلیم میں محال ہے۔

عیسائی اس سوال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آئینہ دنیا کے برابر نہیں ہے لیکن جب آئینہ کو انسان کے سامنے کیا جاتا ہے۔ انسان اس میں بڑا قلعہ اور بلند عمارت کو دیکھتا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں آئینہ سے ہزار گنا زیادہ اور بڑی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آئینہ میں جو تصویر ہے وہ عرض ہے جو ہر نہیں۔ اور تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے جوہر اور عرض سب کو اس روٹی میں سمجھتے ہو اور یہ عقل میں محال ہے۔ پھر تم لوگوں کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور وہ تمھارے قول کے مطابق آسمان میں اللہ کی داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر کس نے

تمہارے لیے ان کے جسم کو اس روٹی میں اُتارا؟

پھر عیسیٰ علیہ السلام ایک شخص ہیں اور تم لوگوں کا عقیدہ ہے کہ روٹی کے اجزاء میں سے ہر ایک جزء میں عیسیٰ علیہ السلام کا پورا جسم ہے۔ اگرچہ وہ روٹی ایک لاکھ اجزاء میں منقسم ہو جائے۔ لہذا تم کو لازم آتا ہے کہ ایک لاکھ عیسیٰ ہوں۔ پھر روٹیوں اور گرجاؤں کی تعداد تمہارے یہاں کئی گنا ہوتی ہے۔ لہذا عیسیٰ غیر متناہی تعداد میں ہو جائیں گے۔ اور جو شخص ان باتوں کو اپنائے گا اور ان کا عقیدہ رکھے گا اللہ اس کو عالم کے لیے مضحکہ اور شیاطین کے لیے مسخرہ بنادے گا۔ وَحَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔

مذکورہ روٹی کے ذریعہ ان کے تقرب اور ان کی نمازوں کا طریقہ یہ ہے کہ پادری اپنے خادم کو حکم دیتا ہے کہ وہ ان کے لیے خالص سفید آٹے کا خمیر گوندھے اور اس کی روٹی بنائے پھر پادری اس روٹی کو لے کر ایک گلاس شراب کے ساتھ گرجا میں آتا ہے اور ناقوس (گھنٹہ) بجانے کا حکم دیتا ہے۔ جب عیسائی اپنی نماز کے لیے جمع ہو جاتے ہیں اور گرجا میں صف بستہ ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ گلاس کی شراب میں سے کچھ چاندی کے پیالے میں ڈالتا ہے اور اس روٹی کو ایک صاف رومال میں رکھتا ہے پھر تمام صفوں سے آگے بڑھتا ہے اور مشرق کی طرف رُخ کر کے اپنے ہاتھ میں روٹی کو لیتا ہے اور اس پر یہ کلام پڑھتا ہے:

عیسیٰ المسیح فی لیلۃ اخذتہ
الیہود فانہ اخذ الخبز ببیدہ
المبارکہ و رفع عینہ الی السماء
الی القادر علی کل شیء بعد
التمجید الواجب فکسرها و اطعم
الحواریین کسرة کسرة وقال
لہم کلوا هذا جسدی۔ (تختہ الاریب)

پادری جس وقت اس کلام کو پورا کرتا ہے اس وقت وہ بذات خود اس روٹی کو سجدہ کر کے اپنے طور پر یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ روٹی عیسیٰ علیہ السلام کا جسم ہے اور عیسیٰ نعوذ

باللہ، اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے پھر وہ پادری اپنے سجدہ میں روٹی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔
(نعوذ باللہ):

انت عیسیٰ الہ السموات والارض
انت الذی تجسدت فی بطن
مریم انت ابن اللہ المولود قبل
العوالم کلہا انت من اجلک
تخلصنا من ایدی الشیاطین انت
الذی جالس الی یمین ابیک فی
السماء نسلک ان تعفر لی و
لامتک التی خلصتہا بدمک
کذا وکذا۔ (تختہ الاریب)

پادری یہ کلام پڑھ کر اس روٹی کو عیسائیوں کی صفوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے اور وہ سب اس روٹی کے سامنے سجدہ میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پادری شراب کا پیالہ لے کر عیسائیوں سے کہتا ہے۔

الہنا المسیح قبل موتہ اخذ کاس
بالشراب و اعطاه للحواریین و
قال لہم اشربوا هذا دمی (تختہ الاریب)

ہمارے معبود عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے اپنی موت سے پہلے شراب کا پیالہ لے کر اُسے حواریین کو دیا اور ان سے کہا کہ پیو: یہ میرا خون ہے۔

پھر پادری پیالہ کو سجدہ کرتا ہے اور اسے عیسائیوں کو دکھاتا ہے وہ لوگ بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں پھر پادری روٹی کو کھا لیتا ہے اور شراب کو پی لیتا ہے اور اس کے بعد انجیل کا جو حصہ میسر ہوتا ہے پڑھتا ہے پھر دعاء دیتا ہے۔ اس کے بعد سارے عیسائی منتشر ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کی نماز اور عبادت کا طریقہ ہے۔ (نعوذ باللہ منہ)

پانچواں اصول: پادری کے سامنے گناہوں کا اعتراف اور اس کا طریقہ:

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جنت میں داخلہ پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا

اعتراف کرنے کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔ جس نے اُس سے اپنے کسی ایک گناہ کو بھی چھپایا اُس کے حق میں اُس کا اعتراف نافع نہیں ہوگا، عیسائی ہر سال اپنے ایام صیام میں گر جاؤں میں جاتے ہیں اور اس پادری کے سامنے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں جو ہر کنبہ کا منتظم ہوتا ہے۔ باقی اوقات میں کوئی اپنے گناہ کا اعتراف نہیں کرتا ہے۔ ہاں اگر کوئی بیمار پڑ جاتا ہے اور موت کا اندیشہ کرنے لگتا ہے تو وہ پادری کے پاس کسی آدمی کو بھیجتا ہے وہ اس کے پاس پہنچ کر اس کے سامنے اس کے تمام گناہوں کا اعتراف کرتا ہے وہ پادری اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جس گناہ کو پادری معاف کر دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی معاف ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شہر رومہ کا ”پاپا“ جو عیسائیوں کے گمان میں زمین میں عیسیٰ کا ”نائب“ ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے گناہوں کی مغفرت، جہنم سے آزادی اور دخول جنت کی سند دے دیتا ہے۔ اور اس پر بڑے اموال لیتا ہے۔ اسی طرح یہ کام وہ سارے پادری کرتے ہیں جو پوری عیسائی دنیا میں ”پاپا“ کی طرف سے نیابت کرتے ہیں۔ یہ بھی مغفرت، وجوب جنت، جہنم سے نجات کا لائسنس دیتے ہیں۔ عیسائی سند لکھنے والے پادری کو جید مال دے کر اس سند کو لے لیتے ہیں اور اس کو اپنے پاس چھپا کر رکھ دیتے ہیں، پھر جب ان میں سے کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کی ”سند“ اس کے ساتھ اس کے کفن میں رکھ دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں ان کا حتمی اعتقاد ہے کہ وہ اس ”سند“ کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ عیسائیوں سے مال حاصل کرنے کے لیے پادری کا ایک حیلہ ہے۔

عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ جبکہ اس کا تم کو عیسیٰ نے حکم نہیں دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے تلامذہ نے کبھی کسی گناہ کا اعتراف عیسیٰ کے سامنے نہیں کیا جن کو تم لوگ نحوذ باللہ اللہ اور اللہ کا بیٹا سمجھتے ہو۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام، عیسائیوں کے قول کے مطابق تمام پادریوں کے بہ نسبت مغفرت ذنوب کے زیادہ قریب ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں تم لوگوں کو کوئی شک نہیں ہے کہ پادری تمہاری ہی

طرح ایک انسان ہے۔ بسا اوقات اس کے گناہ، تمہارے گناہوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ خاص کر اس کی اپنی رائے سے تمہاری تکفیر اور تمہارے اضلال کے گناہ، پھر اس کے گناہوں کی مغفرت کون کرتا ہے؟ لیکن تم ایک اندھی قوم ہو، اور تمہارے پادری تم سے زیادہ اندھے ہیں۔ اندھا جب اندھا کو دکھا دیتا ہے تو وہ ہلاکت کی جگہوں میں گر جاتا ہے۔ اسی طرح تم لوگ بھی اپنے پادری کے ساتھ جہنم کی آگ میں گرو گے، اور اس میں ہمیشہ رہو گے۔ اس لیے کہ تمہارے کفر اور شرک کے ہوتے ہوئے اپنی کتاب عزیز میں اپنے قول صادق کے ذریعہ تمہارے گناہوں کی مغفرت سے تمہاری امید ختم کر دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ۔ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔ لہذا اس خبر صادق کی وجہ سے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی مغفرت محال ہے لہذا تمہارے لیے پادری کی مغفرت زیادہ محال اور تمہارے ساتھ شیطان اور اس کے لشکر کے استہزاء اور مذاق کے زیادہ قریب ہے۔ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔



چوتھا باب

عیسائیوں کی شریعت کے عقائد کا بیان

تمام عیسائی ان عقائد کو آج تک اختیار کئے ہوئے ہیں، کچھ ہی عیسائی ہیں جو ان عقائد کو ترک کرتے ہیں، یہ سارے عقائد کفر، اور محال ہیں۔ ان میں سے بعض بعض کو فاسد کرتے ہیں، عیسائیوں کے لیے ان عقائد کی تالیف ان کے متقدمین میں سے ایک شخص نے کی تھی جس کا نام شمعون الصفا ہے جو باشندگان مملکت رومہ میں سے تھا۔

ان عقائد کی عبارت یہ ہے:

”ہم ایمان رکھتے ہیں ایک اللہ پر جو باپ ہے، ہر چیز کا مالک ہے۔ مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے اور ہم ایمان رکھتے ہیں، پروردگار مسیح پر جو ایک اللہ کا بیٹا ہے۔ تمام مخلوقات میں پہلا ہے، سارے عالم سے پہلے اپنے باپ سے پیدا ہوا، مخلوق نہیں ہے اپنے باپ کے جوہر سے معبود برحق ہے۔ جس کے ہاتھ سے سارے عالم مستحکم ہوئے، وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ ہم لوگوں کی جماعت کی وجہ سے اور ہماری نجات کے لیے آسمان سے اترے اور روح القدس سے تاور ہو کر انسان بن گئے۔ اُن کے ساتھ مریم حاملہ ہوئی، اور وہ مریم بتول سے پیدا ہوئے۔ پھر تکلیف میں ڈالے گئے۔ پریشان کئے گئے، پیلاطوس بادشاہ کے عہد میں سولی پر چڑھائے گئے اور دفن کر دیئے گئے، پھر تیسرے دن مردوں کے درمیان سے اٹھے جیسا کہ انبیاء نے لکھا ہے۔ پھر آسمان پر تشریف لے گئے اور اپنے باپ کی دائیں طرف بیٹھ گئے، وہ مردوں اور زندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے دوبارہ تشریف لانے کے لیے تیار ہیں، اور ہم روح القدس پر ایمان رکھتے ہیں، جو باپ اور بیٹے سے نکلتے ہیں اور اسی کے ساتھ انبیاء کلام

کرتے تھے۔ اور تعطیس (غوطہ دینا) گناہوں کو معاف کرنا ہے۔ اور ہم اپنے جسموں کے اٹھنے اور ہمیشہ کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تحد الارباب)

اس کلام میں کئی تناقضات ہیں۔

(۱) پہلا تناقض یہ ہے کہ ابتداء اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ شہادت ہے کہ ”وہ ایک ہے“ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خلاف یہ شہادت ہے کہ ”اس کا بیٹا ہے اور وہ اپنے باپ کے جوہر سے معبود ہے۔“ یہ انتہائی کفر اور شرک اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں غایت تضاد اور تناقض ہے۔ اللہ ایک اور یکتا ہے اس کا کوئی شریک اور شبیہ نہیں۔ اللہ بابرکت اور ان کے کفر سے پاک ہے۔

(۲) دوسرا تناقض یہ ہے کہ ابتدائے کلام میں کہا کہ ”اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے“ پھر اس کے بعد کہا کہ ”مسیح تمام اشیاء کا خالق ہے اسی کے ہاتھ سے سارے عالم مستحکم ہوئے“ گویا یہ ثابت کیا کہ اللہ کے ساتھ ہر چیز کا ایک دوسرا خالق ہے۔ نعوذ باللہ اور یہ قبیح ترین تناقض ہے۔

(۳) تیسرا تناقض یہ ہے کہ ابتدائے کلام میں کہا ”اللہ تعالیٰ مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے“ لہذا ان میں مسیح بھی داخل ہو گئے اس لیے کہ وہ یقیناً یا تو مرئی ہیں یا غیر مرئی۔ پھر اس کے بعد یہ کہا کہ ”مسیح ہر چیز کا خالق اور غیر مخلوق ہے“ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں تناقض ہے۔ ان کے دعوؤں میں اگر جانور تمیز کر پاتے تو وہ ان کا عیسائیوں پر عیب لگاتے۔ رسوائی اور شیطان کے غلبہ سے ہم اللہ کی پناہ

۱۔ تو من باللہ الواحد الاب مالک کل شی صانع مایوی و مالا یوی و نومن بالرب المسیح ابن اللہ الواحد بکر الخلاق کلہا ولد من ابیہ قبل العوالم کلہا لیس بمصنوع الہ حق من جوہر ابیہ الذی بیدہ اتقنت العوالم کلہا وهو خالق کل شی من اجلنا معشر الناس و من اجل خلاصنا نزل من السماء و تجسد من الروح القدس و صار انسانا و حملت بہ مریم و ولد من مریم البتول فارجع و اولم و صلب فی ایام بیلطوس الملک و دفن و قام فی الیوم الثالث من بین الموتی مثل ما کتب بذلک الانبیاء ثم صعد الی السماء و جلس علی یمن ابیہ وهو مستعد للسمجی تارۃ اخری للقسضاء بین الاموات و الاحیاء و نومن بالروح القدس ینخرج من الاب و الابن و بہ کان یتکلم الانبیاء. و التعطیس هو غفران الذنوب و نومن بقیام ابدانا و بالحیاء ابد الآبدین. (تحفة الارباب فی الرد علی اصل الصلیب)

چاہتے ہیں۔ شیطان نے ان کے ساتھ جس طرح چاہا کھیلایا اور ان کو جہنم کی طرف کھینچا۔ وہ براٹھ کاٹا ہے۔

(۴) چوتھا تناقض یہ ہے کہ مذکورہ کلام میں کہا کہ ”وہ سارے عالم سے پہلے اپنے باپ سے پیدا ہوئے اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلا ہے“ تو پھر جب وہ معدوم تھے تو اپنی ولادت سے پہلے یا اپنی ولادت کے بعد جب وہ دودھ پیتا بچہ تھے کب اس نے ہر چیز کو پیدا کیا؟ اور ان کی ولادت اور تخلیق سے پہلے کون آسمانوں اور زمینوں اور ان کے اندر کے لوگوں کا انتظام کرتا تھا؟ اور وہ تمام مخلوقات میں سب سے پہلا کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ عیسائیوں کے گمان میں تمام مخلوقات کا خالق وہی ہے۔ عیسائیوں کی شریعت اسی تناقض اور محال پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ عیسائیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسیح ازلی، خالق اور قدیم ہے اور مخلوق بھی ہے جو مریم کے بطن سے اس کے حاملہ ہونے کے بعد پیدا ہوا۔

ان تمام عقائد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو تمام عقلاء عارفین کے لیے مذاق اور شیطانی کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک بنا دیا۔

اس خبیثیت کے اس قول کو دیکھئے کہ ”مسیح اپنے باپ کے جوہر سے معبود برحق ہے“ پھر کہا کہ ”وہ آسمان سے نازل ہو کر مریم کے پیٹ میں تناور ہو گئے“ یہ اس بارے میں صریح ہے کہ مسیح اس جوہر کا جسم تھے جو آسمان میں تھا پھر آسمان سے نازل ہو کر مریم کے پیٹ میں تناور ہوئے اجسام اور جوہر کے تناور ہونے میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ وہ ذات تناور ہو جائے جو نہ تو جسم ہے اور نہ جوہر۔ ہمارا رب جو اہر و اعراض سے بالاتر ہے کہ اس کے لیے کوئی ایسا جوہر ہو جس سے مسیح بنے یا جوہر متجزی ہوتا کہ مسیح اس کے کسی جزء کے ساتھ مریم کے پیٹ میں اس کے خون اور بول و براز کے ساتھ مل کر ٹھہر جائے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کفار کی جرأت کتنی بڑی ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کا حکم کتنا بڑا ہے!! الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاہم۔

عیسائیوں کی کتابوں کی نصوص اس عقیدہ اور مسیح سے متعلق ان کے تمام کفریہ عقائد کا ابطال کرتے ہیں۔ لوقا نے قصص الحواریین کی چوتھی فصل میں کہا:

ان اللہ خلق العوالم بجمع ما فیہا اللہ تعالیٰ نے سارے عالم کو ان تمام چیزوں کے

و هو رب السموات والارض ساتھ پیدا کیا جو ان میں ہیں، وہ آسمانوں اور لایسکن الہیماکل التی طینتھا زمینوں کا رب ہے۔ وہ ان مجسموں میں نہیں الایادی ولا یحتاج الی شی من رہتا ہے جن کو ہاتھوں نے بنایا ہے اور وہ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔ اس لیے کہ اسی نے لوگوں کو الہیماکل والنفوس و جمیع ماہم صورتیں اور جسم اور وہ ساری چیزیں عطاء کیں فیہ من وجودنا بہ و حیاتنا جن سے ہمارا وجود اور ہماری زندگی متعلق ہیں۔

منہ۔ (قصص الحواریین الفصل الرابع) لوقا کے اسی کلام کے مطابق اللہ تعالیٰ کی کتابیں نازل ہوئیں اور یہی بات انبیاء علیہم السلام نے کہی، لہذا یہ ظاہر ہو گیا کہ عیسائیوں کے سارے عقائد، گڑھا ہوا کفر، کمزور محال اور قبیح تناقض ہیں۔ انھوں نے ان کو نہ تو اللہ کی کتابوں سے لیا اور نہ ہی اپنے انبیاء علیہم السلام سے بلکہ اس سلسلے میں انھوں نے ان باطل و دعویٰ اور جھوٹی خواہشات نفس کی تقلید کی جن کو ان کے لیے تمام گنہگار کافروں نے ہموار کیا۔

عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ یہ عقائد جن میں تمہاری اکثریت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر تم نے ان کو کسی کتاب یا کسی نبی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے تو بتاؤ کہ یہ عقائد حق ہیں یا باطل؟ یا بعض حق ہیں اور بعض باطل؟ اگر سب کو یا بعض کو باطل کہتے ہیں تو گویا انھوں نے ان عقائد کو باطل قرار دیا اور ان کا کفر کیا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو دین قرار نہیں دیتا ہے۔ اور اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ سارے عقائد برحق ہیں تو گویا انھوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ”مسیح مولود اور مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا اور تمام مرئی اور غیر مرئی چیزوں کا خالق ہے“ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ”مسیح معبود ہے اور ہر چیز کا خالق ہے“ جس عقیدہ میں ایسا تناقض شنیع ظاہر ہو وہ کبھی برحق نہیں ہو سکتا ہے۔ اور عیسائیوں کا مسیح کے بارے میں یہ قول ”وہ اپنے باپ کے جوہر سے معبود ہے اور اس جیسا کوئی معبود نہیں“ مماثلت کا تقاضا کرتا ہے اور مماثلت ضروری ہے۔ تو پھر کس نے ایک کو ”باپ“ اور دوسرے کو ”بیٹا“ بنایا؟ اور کس چیز نے ایک کو ”ابو“ اور دوسرے کو ”بنو“ کے ساتھ خاص کیا؟ اس کا عکس کیوں نہیں ہوا؟

نسأل اللہ ربنا کمال العفو والعافیہ من حالہم و مالہم (آمین)

پانچواں باب

عیسیٰ علیہ السلام معبود نہیں ہیں
وہ تو ایک بشر، انسان، مخلوق اور نبی مرسل ہیں

ہم نے عیسائیوں کا جو عقیدہ کفر اور قول ذکر کیا کہ نعوذ باللہ مسیح، اللہ، ابن اللہ اور خالق ہیں اس کی تردید اور ابطال اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کے اقوال سے ہوتی ہے۔
متانے اپنی انجیل میں کہا:

وان نسبة المسيح هو ابن داؤد مسیح علیہ السلام کی نسبت بن داؤد بن ابراہیم۔ (انجیل متا پہلی فصل)

یہ اس بات کا اعتراف ہے کہ عیسیٰ مخلوق ہیں، داؤد نبی علیہ السلام کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں، جو یہود ابن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور جس کا تامل آدمیوں سے ثابت ہو وہ بلا شک آدمی ہے۔ اس لیے کہ اللہ جو قدیم اور ازلی ہے وہ نہ تو جنم اور نہ جنم گیا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے اور اس کے تمام ماسوا حادث ہیں۔
نیز متانے اپنی انجیل میں کہا:

ان رجلا قال المسيح يا ايها الخير فقال عيسى لم سميتي خيراً ان الخير هو الله تعالى. خیر کیوں کہا؟ خیر تو اللہ تعالیٰ ہے۔

(انجیل متا تاسع عشر)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے غایت تواضع اور اپنے رب اور خالق کے ساتھ

ادب اور شائستگی ہے لہذا وہ اس کے لیے الوہیت میں شریک کا کیسے دعویٰ کر سکتے ہیں؟
یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح رفع عينيه الى السماء
و تضرع الى الله الواحد الخالق و
قال يجب على الناس يعلموا
انك انت الله الواحد الخالق و
انك ارسلتني.
مسیح علیہ السلام نے اپنی نگاہوں کو آسمان کی
طرف اٹھایا اور ایک پیدا کرنے والے اللہ کے
سامنے عاجزی سے دعاء کی اور کہا لوگوں پر
واجب ہے کہ وہ یہ جانیں کہ ”تو اللہ ایک خالق
ہے اور تو نے مجھ کو بھیجا ہے۔“

(انجیل یوحنا الفصل السابع عشر)

یہ مسیح علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے اس توحید کے ساتھ معبود ہوئے ہیں جس کو اللہ نے واجب کیا ہے۔ اور اللہ سبحانہ و
تعالیٰ ایک خالق ہے۔ اس کے سوا مخلوق کا کوئی خالق نہیں، یہ عقیدہ لے کر عیسیٰ اور تمام
انبیاء و رسل علیہم السلام تشریف لائے۔

اعتراض: اگر کوئی عیسائی یہ اعتراض کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اگر اس جگہ
یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ ”نبی مبعوث ہیں“ تو دوسری جگہ انھوں نے یہ بھی تو اعتراف کیا
ہے کہ وہ ”خالق ازلی“ ہیں۔

جواب: اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ یہ ان پر کذب اور افتراء ہے وہ
اس سے اور ہر اس شخص سے بری ہیں جس نے اس کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ تم
لوگ اس قبیح تناقض سے بہ تکلف اندھے ہو گئے جو دونوں جگہوں میں دونوں نصوص کے
درمیان ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ اعتراف کیا کہ وہ ایک انسان اور اللہ کی طرف
سے فرستادہ ہے اور یہی صحیح ہے تو پھر ان کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے حق میں ایک
محال یعنی اپنے خالق ازلی ہونے کا دعویٰ کر کے مناقضہ کرے؟ بلکہ یہ تناقض عیسائیوں
کے متقدمین کفار کے اختلافات میں سے ہے پھر اس کو تمھارے تمام گروہوں نے اس
کے کفر قبیح اور تناقض شنیع کے باوجود قبول کر لیا۔

متانے اپنی انجیل میں کہا:

ان الشیطان دعا المسيح الى ان
یسجد له و اراه ممالك الدنيا و
زخرفها وقال له اسجد لی نجعل
لک هذا کله فقال المسيح انه
مکتوب علی کل بشر انه لا یعبد
الا الله تعالی و لا یسجد بشی
سواہ. (انجیل متا الفصل الرابع)

شیطان نے مسیح علیہ السلام کو اپنے لیے سجدہ
کرنے کی دعوت دی ان کو دنیا کی سلطنتیں اور
ان کی خوبصورتیں دکھائی، ان سے کہا کہ مجھ کو سجدہ
کرو یہ ساری چیزیں ہم تم کو دے دیں گے۔ مسیح
علیہ السلام نے کہا: ہر انسان پر فرض ہے کہ وہ اللہ
کے سوا نہ تو کسی کی عبادت کرے اور نہ اس کے
سوا کسی چیز کو سجدہ کرے۔ (انجیل متا چوتھی فصل)

یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ الوہیت اور معبودیت
سے بری ہیں۔ اگر وہ معبود ہوتے تو شیطان ان کے سامنے اس قسم کی بات کہنے کی
جرات نہیں کرتا اور شیطان کے سامنے عیسیٰ کے جواب میں اللہ کے تئیں اس بات کا
اعتراف ہے کہ وہی معبود ہے اور کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہے۔
یہ عیسائیوں کے خلاف تسلیبی طور پر ان واقعات سے استدلال ہے جو انھوں نے
اپنی انجیلوں میں ظاہر کئے ہیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام
شیطان کے وساوس باطنہ خفیہ سے بھی معصوم ہیں لہذا وہ ان کو کفر صریح یعنی اللہ کو چھوڑ کر
اپنے لئے سجدہ کی دعوت کس طرح دے سکتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بھی اناجیل کے مصنفین کے اختلافات اور ان
دعوؤں میں سے ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اس قسم کی تجویز سے متعلق ہیں۔
یوحنا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان عیسیٰ قال للحواریین انی
اذھب الی ابی و ابیکم و الھی و
الھکم. (انجیل یوحنا فصل ۲۰-۱۷)

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا: میں اپنے
اور تمہارے باپ (مالک) اور معبود کے پاس
جاتا ہوں۔ (انجیل یوحنا فصل ۲۰-۱۷)

”اب“ (باپ) سے مراد مالک ہے اور یہ اس زمانہ کی اصطلاح ہے۔ عیسائی کہتے
ہیں کہ اس لفظ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کا ”باپ“ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کے لازم
آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بھی باپ ہیں اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ابی و ابیکم

(میرے اور تمہارے باپ) کہا ہے۔ پھر اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام نے تو الھی
والھکم (میرے اور تمہارے معبود) کہہ کر اس بات کی صراحت کر دی جو ہر شے کو ختم
کر دیتی ہے۔ اب اپنے لیے الوہیت اور معبودیت کا کچھ بھی دعویٰ بالکل باقی نہیں رہا۔
متانے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال
للحواریین کل من قبلکم و اواکم
فقد قبلنی و اوانی و من قبلنی
فانما قبل من ارسلنی.

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا: جس نے
تم کو قبول کیا اور پناہ دی اس نے مجھ کو قبول کیا
اور پناہ دی اور جس نے مجھ کو قبول کیا اس نے
میرے بھیجنے والے کو قبول کیا۔

(انجیل متا ۱۰ ویں فصل)
(انجیل متا الفصل العاشر)
یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح قال انا ما جنس
لاعمل بمشیتی بل بمشیة الذی
ارسلنی. (انجیل یوحنا الفصل الخامس)
مارقوس نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان عیسیٰ قال وھو خشیت
الصلب بزعمھم الھی الھی لم
خذلتنی و ذالک آخر ما تکلم به
فی الدنیا. (انجیل مرقوس)

عیسیٰ علیہ السلام نے سولی کے خوف سے کہا:
میرے معبود میرے معبود! تو نے میری مدد
کیوں چھوڑ دی؟ اور یہ دنیا میں عیسیٰ کا آخری
کلام ہے۔ (انجیل مرقوس)

اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ”میرے معبود! میرے
معبود! کہا اور اس بات کا اقرار کیا کہ ایک معبود ہے جس کو مصائب میں پکارا جاتا ہے۔
اور اپنے تئیں معبودیت کے دعوؤں سے اظہار بیزاری کیا۔ لہذا اس سے بدیہی طور پر
عیسائیوں کے عقائد کی تکذیب لازم ہوئی جس سے ان کو نجات نہیں، لیکن وہ بہرے
گونگے اور اندھے ہیں اور عقل نہیں رکھتے۔

لوقا نے اپنی انجیل کے اخیر میں کہا:

ان المسیح بعد ما قام من قبره
دخل الى الحواريين وهم
مجمعون في غرفة قد
اغلقوا بابها فلما دخل عليهم
ارتاعوا منه وظنوا انه من ارواح
الملائكة والجن فلما علم
المسيح ذلك منهم قال يا هؤلاء
جسوني واعلموا ان الارواح
الروحانية ليس لها لحم ولا عظم
مثل ما تجدون في جسدی.

(انجيل لوقا) ہو۔ (انجيل لوقا)

عیسیٰ علیہ السلام نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ گوشت، ہڈی اور مادہ حیوانیہ سے مرکب ہیں اور معبودیت سے اظہار بیزاری کیا، یہ نص بھی گذشتہ نص کی طرح ہے۔ اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے قتل ہونے دفن ہونے اور دفن کے بعد اپنی قبر سے اٹھنے میں تمھارا کذب، متقدمین نصاریٰ کے اختلافات اور ان کے باطل دعویٰ میں سے ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کا پرورش کیا ہوا ہے۔ وہ پرورش پاتے رہے اور طول و عرض میں بڑھتے رہے پھر وہ اپنی طاقت اور جوانی کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول بنا کر بھیجا یہ لوگ مسیح علیہ السلام اور ان کے شاگردوں کے قول کے موافق ہیں، اور جس نے اس کی مخالفت کی اس نے حق کی مخالفت کی اور صریح کفر کا اعتقاد رکھا، (نعوذ باللہ من ذلک) اور ان کو وہ بات لازم آتی ہے جو تمام عقلاء کے نزدیک قبیح ترین ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر اپنے گوشت اور خون کے باوجود خالق ازلی ہیں، جیسا کہ ان لوگوں کا اعتقاد ہے۔ تو یقیناً ان لوگوں نے بعض رب معبود کو خالق گردانا اور بعض کو حادث اور مخلوق، اس لیے کہ ان کی اناجیل کی عبارتوں کے مطابق مسیح علیہ السلام نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ”وہ خون اور گوشت“ ہیں، اور خون

اور گوشت غذا، پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ دنیا کے اجزاء ہیں، لہذا ان کے قول کے مطابق پوری دنیا کے خالق دنیا ہی کا ایک جزء ہوئے اور وہ جزء اپنے نفس کا بھی خالق ہے۔ اس لیے کہ وہ اس دنیا کا جزء ہے جو اس کی مخلوق ہے۔

لہذا یہ دعویٰ، بہتان کے دعووں میں سے قبیح ترین اور عقل انسانی کے تصور سے بعید ترین دعویٰ ہے جو اس کا اعتقاد رکھے گا اور اس کو اپنا دین بنائے گا اس کو وہ اشکال لازم آئے گا جو ہم نے بیان کیا، اور وہ اللہ کی طرف سے غضب کا مستحق ہوگا، اور یہ ظاہر ہو گیا کہ وہ محرومین میں سے ہے۔

نیز ایک قبیح محال یہ بھی لازم آتا ہے کہ بعض دنیا، تمام دنیا کا خالق ہوگا، اور بعض شے، تمام شے کے وجود کے بعد ہی پایا جاتا ہے اس سے پہلے نہیں، اور جو چیز موجود نہیں ہے وہ معدوم ہے لہذا دنیا کا خالق ان کے قول کے مطابق معدوم غیر موجود اور مجہول ہے۔

عیسائیوں سے کہا جائے کہ پہلی انجیل نے کہا ہے:

ان المسیح قلم اظفاره وقص
شعره ونما جسده طولاً وعرضاً.
(الانجيل الاول) بڑھا۔ (پہلی انجیل)

مسیح علیہ السلام، عیسائیوں کے قول کے مطابق اگر خالق ازلی ہیں حالانکہ ان کے یہ اجزاء بال، ناخن وغیرہ تھے جو ان سے جدا ہو کر بوسیدہ اور لاشے ہو گئے۔ ان کا خالق ازلی کے ساتھ کوئی وجود باقی نہیں رہا، لہذا جب بعض فاسد ہو کر لاشے ہو گیا اور بعض علیٰ حالہ باقی رہا اور جس کا بعض فاسد ہو جاتا ہے تو فساد کل تک پہنچ جاتا ہے اور جس کے بعض اور کل ہوتے ہیں وہ کل اور حد کا محتاج ہوتا ہے غنی نہیں، حالانکہ معبود، خالق ازلی تبارک وتعالیٰ دلائل عقلیہ اور نصوص نقلیہ کی شہادت کے مطابق نہ جسم ہیں نہ جوہر اور نہ عرض اس کا کوئی کل نہیں جو متجزی ہو، اس کی ذات قدیم، جز، جز نہیں ہوتی ہے۔ اس کو کوئی نقص، تغیر اور تحویل لاحق نہیں ہوتی، وہ علی الاطلاق غنی ہے۔ پوری مخلوق اپنے تمام اطوار و احوال میں اس کی محتاج ہے، وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے اپنے کریم عزیز نفس کی صفت بیان کی ہے کہ لیس کمثلہ شی و هو السميع البصير یعنی اس

جیسا کوئی نہیں، وہ بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔ لہذا مسیح علیہ السلام خالق ازلی کیسے ہو سکتے؟

عیسائیوں سے یہ بھی کہا جائے کہ جس مسیح کے بارے میں تم لوگ خالق ازلی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہو آیا وہ کسی شہر یا زمانہ میں تھے یا نہیں؟ وہ اس کا انکار نہیں کر سکتے ہیں اس لیے کہ متا اور لوقا کی اناجیل نے اس کی صراحت کی ہے کہ وہ اس بیت اللحم میں جو یودا کی طرف منسوب تھا، ہرودس بادشاہ کے زمانے میں پیدا ہوئے اور بیلاطوس بادشاہ کے زمانے میں شہید کئے گئے اور سولی پر چڑھائے گئے۔ اور جو اس طرح ہو وہ مخلوق ہے۔ اور جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ مخلوق ہیں تو عیسائیوں کا یہ عقیدہ باطل ہو گیا کہ وہ معبود برحق ابن معبود برحق ہیں اور ہر چیز کا خالق ہے۔

اور یہ بات تو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ”زمانہ“ اشیاء مخلوقہ میں سے ہے اور بلا شک و شبہ مسیح کے وجود سے پہلے بھی ”زمانہ“ تھا لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ”زمانہ“ اپنے خالق کے وجود سے پہلے موجود ہو؟ اور مکان اس شخص کو محیط ہو جس نے مکانوں کو پیدا کیا؟ یہ ایک شنیع ترین ذہنی خیال اور فقیح ترین بہتان اور محال ہے۔ جو بھی کسی ”زمانہ“ میں پیدا ہوا اور ”مکان“ اس کو محیط ہو وہ حیوان بن حیوان ہے اور مسیح علیہ السلام حیوان کی اشرف نوع ہے اس لیے کہ وہ انسان بن انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کافرین کے قول سے بالاتر ہے۔

اللہ کی قدرت اور طاقت سے جو کچھ میں نے یہاں واضح کیا وہ شریعت عیسائی کے فساد اور ان کے عقیدہ کے ابطال کا مقتضی ہے اور اس واضح دین حق کی طرف میرے عدول کی توجیہ ہے جس کو میں نے اپنے لئے اختیار کیا اور افضل نبی صلی اللہ علیہ السلام کی ملت کا اتباع ہے۔

صلوات اللہ علیہ و علی آلہ وصحبہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین و من اللہ نستال کمال البر و التوفیق و هو ربنا نعم المولی و نعم الوکیل و لاحول و لا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیم۔

چھٹا باب

اناجیل اربعہ کے مصنفین کا اختلاف اور کذب

اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین نے بہت سی چیزوں میں اختلاف کیا، یہ ان کے کذب کی دلیل ہے اگر وہ حق پر ہوتے تو کسی چیز میں اختلاف نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے

۱۔ شیخ الحاج عبداللہ بن الحاج دستان مصطفیٰ اپنی کتاب (مولفہ استنبول ۱۲۷۶ھ) میں فرماتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ صحیح انجیل کہاں ہے؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ضائع اور مفقود ہے۔ اگر مفقود نہیں ہوتی تو وہ ان کے پاس یا ہمارے پاس موجود ہوتی لیکن وہ فریقین کے پاس موجود نہیں ہے۔ اور اگر پوچھا جائے کہ کیسے ضائع ہوئی اور کب؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ایک احتمال تو یہ ہے کہ جس وقت یہود، مسیح السلام کو قتل کرنے کے لیے اچانک آئے اس وقت ان لوگوں نے صحیح انجیل کو لے لیا پھر یا تو اس کو آگ میں جلا دیا یا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ نیز وہ اس وقت تک دنیا میں پھیلی بھی نہیں تھی چونکہ اس کے نزول کا زمانہ قریب تھا اور حواریین اپنی قلت تعداد اور قلت اسباب کے ساتھ ساتھ ان پڑھ بھی تھے۔ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اس لیے اس کا کوئی دوسرا نسخہ بھی نہیں تھا۔ اور دوسرا یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس وقت تک مدون اور مرتب نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کے ساتھ چلی گئی جس پر نازل ہوئی۔ پھر اگر اشکال کیا جائے کہ اس پر عیسائیوں کا بغیر کتاب کے رہنا لازم آتا ہے تو پھر ان کو اہل کتاب کس طرح کہا جاتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ ان کو اہل کتاب کہنا اس اعتبار سے نہیں ہے کہ انجیل صحیح ان کے ہاتھوں میں ہے بلکہ اس اعتبار سے کہ لفظ ”کتاب“ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ وہ عام ہے نازل شدہ اور غیر نازل شدہ سب کو شامل ہے جیسا کہ شیخ طویل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں سورۃ آل عمران میں اللہ کی قول ”قل یا ہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ واللہ شہید علی ما تعملون“ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ”اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں ان کو اہل کتاب اس لیے کہا گیا ہے چونکہ ”کتاب“ نازل شدہ کتاب کے ساتھ خاص نہیں ہے لہذا ان کو اس کتاب کی طرف منسوب کر دیا گیا جو انھوں نے خود لکھی ہے۔ چاہے وہ روح الامین کے القاء سے ہو یا اپنے نفس کی طرف سے ہو۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کو اہل کتاب اس لیے کہا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتابوں پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، برخلاف مشرکین کے جو اس کا بالکل انکار کرتے ہیں۔

اپنی اس کتاب عزیز میں جس کو اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا، فرمایا ”ولو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً“ (اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے) اختلاف کو کذب علی اللہ کی دلیل قرار دیا گیا۔ اس لیے کہ جو چیز بھی اللہ کی طرف سے ہے نہ تو اس کے معانی مختلف ہیں اور نہ اس کے الفاظ مضطرب ہیں۔

چنانچہ اناجیل اربعہ کے چاروں مصنفین کے کذب و اختلاف کے نصوص میں سے چند یہ ہیں۔

پہلا اختلاف

(۱) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسى عليه السلام قال للحواريين في الليلة التي اخذته يهود نے ان کو پکڑا حواریین سے کہا: میں تم کو

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) شیخ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ عیسائیوں نے اپنے گرجاؤں کی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ”دوسری اور تیسری صدی میں مذکورہ مصنفین کی طرف ان کتابوں کی نسبت کی صحت میں گرجاؤں کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا۔ بعض نے ان کو ان کی طرف منسوب کیا اور بعض نے ان کی ان سے نفی کی۔ اس لیے کہ چالیس سے زائد جھوٹی کتابیں حواریین کے نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔ اور ان کی طرف ان کی جھوٹی نسبت کر دی گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کو ان چاروں کی طرح انجیل کہا جاتا تھا۔ پھر ان لوگوں نے تنازع اور اختلاف کے بعد ان میں سے ان چاروں کو منتخب کر لیا اور باقی کو ترک کر دیا اور جلاؤا، اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کتابوں کی نسبت نہ کرنے پر حریہ یہ کہ جس طرح ان لوگوں نے مذکورہ مصنفین کی طرف ان کتابوں کی نسبت میں اختلاف کیا اسی طرح ان لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا کہ وہ کس لغت اور زبان میں تالیف کی گئی ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ہر ایک گروہ اپنی زبان میں ان کی تالیف کا دعویدار ہے۔ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ یونانی زبان میں تالیف کی گئی۔ کوئی کہتا ہے عبرانی زبان میں۔ کوئی اور کہنے والا کہتا ہے سریانی زبان میں اور کوئی دوسرا مدعی کہتا ہے کہ عبرانی زبان کو سریانی زبان کے ساتھ ملا دی گئی ہے۔ مزید برآں آپ دیکھیں گے ان کتابوں میں سے ہر ایک دوسرے کی اس کی روایات میں تخریب کرتی ہے۔ اور اس کی بہت زیادہ اور بے شمار مخالفت کرتی ہے۔ جیسا کہ اہل دقت اور اصحاب ذکاوت کے نزدیک واضح ہے۔ یہ اور ان کے علاوہ دیگر امور اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہیں اس لیے کہ اللہ کا کلام ناقص اور اختلاف سے پاک ہے۔

فيها اليهود الحق ا قوله لكن ان واحدا منكم يخونني فقال له يوحنا يا سيدي من يكون ذلك قال لهم عيسى الذي نعطيهِ الخبز مصبغاً في المرقه ثم اعطاه ليهود اسقريوط وهو الذي خانه ودل اليهود عليه. (انجيل يوحنا الفصل الثالث عشر)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسى قال لهم ان الذي يصبغ خبزه معي في القصعه هو الذي يخونني. عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص اپنی روٹی میرے ساتھ پیالے میں ڈبوئے گا وہی میرے ساتھ خیانت کرے گا۔ (انجیل مارکوس ۱۴ ویں فصل)

(انجيل مارکوس الفصل الرابع عشر) اور متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسى قال لهم ان الذي يصبغ خبزه معي في صحفته هو الذي يخونني. عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص اپنی روٹی میری ساتھ اپنے بڑے چوڑے پیالے میں ڈبوئے گا وہ میرے ساتھ خیانت کرے گا۔ (انجیل متا ۲۶ ویں فصل)

(انجيل متا الفصل السادس والعشرين) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عيسى قال لهم ان الذي يخونني هو معي في التلاميذ. عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ جو شخص میرے ساتھ خیانت کرے گا وہ میرے ساتھ

(انجيل لوقا الفصل الثاني والعشرين) شاگردوں میں ہے۔ (انجیل لوقا ۲۲ ویں فصل)

چاروں مصنفین کا یہ اختلاف ایک واضح اختلاف ہے۔ یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے مختلف مجلسوں میں مکرر بھی نہیں ہوا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اس سلسلے میں عیسیٰ علیہ السلام کی عبارتیں مختلف ہیں۔ اور ان کے اقوال کے معنی بھی متحد نہیں ہیں کہ یہ تاویل

کی جائے کہ چاروں مصنفین میں سے ہر ایک نے عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو اپنی عبارت میں تعبیر کیا ہے۔ اور روایت بالمعنی کی ہے۔ بلکہ یوحنا نے تو یہود اسقریوط کی تخصیص اور تعین کر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اسی کو شور بایں روٹی ڈبو کر دی، اور باقی مصنفین کے اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ خیانت کرنے والا متعین نہیں ہے بلکہ جو بھی عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کی پلیٹ میں شور بایں روٹی ڈبوئے گا وہی خیانت کرے گا۔

دوسرا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ لما خرج من بلد جریکو (اریحا) ناداه، مکفوفان اثنان وقالاه یا ابن داؤد ارحمنا و انه فتح اعینها هنالک۔

(انجیل متا الفصل العشرين)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

انه لما خرج عیسیٰ من البلد المذكور ناداه، مکفوف واحد و قال یا عیسیٰ ارحمنی ففتح

عینہ۔ (انجیل مارکوس فی الفصل العاشر)

اور انجیل سے یہ بات معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس شہر سے صرف ایک مرتبہ گزرے ہیں۔ لہذا یا تو دو اندھوں کے ہونے میں متنا جھوٹا ہے یا ایک اندھا کے ہونے میں مارکوس جھوٹا ہے۔ اس لیے کہ قصہ ایک ہی ہے۔

اور ان دونوں کا یہ اعتراف کہ اندھے نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکارا اور ان سے کہا کہ ”اے داؤد کے بیٹے! اور ان کو بشر یعنی انسان کی طرف منسوب کیا، عیسائیوں کے عقائد کی تکذیب کرتا ہے۔ اس لیے کہ اندھے نے ان سے اے معبود اے معبود کے بیٹے!

اے مخلوقات کے خالق! نہیں کہا جیسا کہ عیسائیوں کا گمان ہے۔ بلکہ ان سے ”اے داؤد کے بیٹے! کہا اور ان کو انبیاء کرام میں سے ایک نبی کی طرف منسوب کیا تا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ ان کی ماں مریم علیہا السلام کا نسب اس پاک عنصر سے ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ اس لیے کہ مریم علیہا السلام، داؤد بن ایشا کی ذریت میں سے ہے جو یہود بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی اولاد میں سے تھا۔

تیسرا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ المسيح صلب معه لسان فکان یشتمانه فی حالة الصلب حاشا۔

(انجیل متا الفصل السابع والعشرين)

(۲) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان احد اللصین هو الذی استهزاء بعیسیٰ حشا وقال له، ان کنت المسيح حقاً فخلص نفسك و خلصنا فزجره، الآخر وقال له، اما تخاف الله و ما تعلم ان الذی

اصابه قد اصابک مثله و انت و اننا نستحق ما فعل بنا و هو لا يستحق۔ ثم قال للمسیح یا سیدی اذ کرنی فی یوم مجیک من ملکوتک فقال له المسيح اقول لك الحق انک تکون

عیسیٰ مسیح علیہ السلام کے ساتھ دو چور سولی دئے گئے۔ وہ دونوں ان کو سولی کی حالت میں گالی دے رہے تھے۔ (نعوذ باللہ)

(انجیل متا ۲۷: ۴۵)

دو چوروں میں سے ایک نے ہی (نعوذ باللہ) عیسیٰ علیہ السلام سے ٹھٹھا کیا اور ان سے کہا: اگر تو مسیح برحق ہے تو اپنے کو اور ہم کو نجات دے، اس پر دوسرے نے اس کو ڈانٹا اور اس سے کہا: کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا ہے؟ کیا تو نہیں جانتا ہے کہ جو مصیبت ان پر نازل ہوئی اسی جیسی مصیبت تم پر بھی نازل ہوئی ہے۔ تم اور میں اس سزا کے مستحق تھے جو ہمیں دی گئی۔ لیکن وہ مستحق نہیں تھے۔ پھر مسیح علیہ السلام سے کہا: میرے آقا! مجھ کو اس دن یاد کرنا جس میں آپ اپنی عزت اور قدرت سے آئیں گے،

معی ذلک اليوم فی جنة فرمایا میں تم کو جہنم کہتا ہوں کہ تو اس دن میرے
الفردوس ساتھ جنت الفردوس میں ہوگا۔

(انجیل لوقا الفصل الثالث و العشرين)

یہ اختلاف ظاہر ہے اس لیے کہ متا نے دونوں چوروں کے لیے جہنم کو لازم قرار دیا
چونکہ دونوں نے مسیح علیہ السلام کو گالی دی، اور لوقا نے ایک کے لیے جنت کو ثابت کیا،
حال یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی سولی کے اصل واقعہ میں جھوٹ بولا اور کفر کیا۔

(۳) اور یوحنا جو مصلوب کی سولی کے وقت حاضر تھا اپنی انجیل میں کہا:

ان سارقین صلبا معہ احدهما عن عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دو چوروں کو سولی دی
یمینہ و الآخر عن یسارہ۔ گئی ان میں سے ایک آپ کی داہنی طرف اور

(انجیل یوحنا الفصل التاسع عشر) دوسرا بائیں طرف تھا۔ (انجیل یوحنا ۱۱ ویں فصل)

یوحنا نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ان دونوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ کہا: اور یہ مکمل
اختلاف اور گمراہ کرنا ہے۔

چوتھا اختلاف

(۱) متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح رکب دابة و مسیح علیہ السلام سواری کے ایک جانور پر سوار ہو
هو سائر لبيت المقدس مثل ما قال کر بیت المقدس جا رہے تھے، جیسا کہ ان کے
فیہ بعض الانبياء ترون لكم بائیں میں بعض انبیاء نے کہا تھا کہ تم اپنے سامنے
سلطانکم جاؤ کم علی دابة۔ اپنے بادشاہ کو دیکھو گے وہ سواری کے جانور پر

(انجیل متا الفصل الحادی والعشرين) تمہارے پاس آئیں گے۔ (انجیل متا ۲۱ ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح کان راكبا علی جحش و مسیح علیہ السلام سواری کے جانور کے بچہ پر
ابن دابة (انجیل مارکوس الفصل لحدی عشر) سوار تھے۔ (انجیل مارکوس ۱۱ ویں فصل)

مارکوس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ سواری کے جانور پر سوار ہوئے۔

(۳) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا، جیسا متا نے کہا:

انه كان راكبا علی دابة مسیح سواری کے جانور پر سوار تھے

(انجیل لوقا الفصل التاسع عشر) (انجیل لوقا ۲۹ ویں فصل)

(۴) اور یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه كان راكبا علی الجحش ابن عیسیٰ سواری کے جانور کے بچہ پر سوار تھے جیسے
دابة مثل ما قال مارکوس۔ مارکوس نے کہا۔

(انجیل یوحنا الفصل الثاني عشر) (انجیل یوحنا ۱۲ ویں فصل)

ان کے سر و اختلاف اور اس کذب کو دیکھئے جو ان کے اس قول میں ظاہر ہے کہ
”عیسیٰ علیہ السلام سواری کے جانور کے بچہ پر سوار ہوئے“ اور انھوں نے اس کو اس کی
کسنی کی وجہ سے چھوٹا کہا اور جب سواری اتنی چھوٹی تھی تو پھر اس پر انسان کیسے سوار
ہو سکتا ہے؟

پانچواں اختلاف

متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان مريم زوجة زبدی ای جئات و زبدآ کی بیوی مریم، مسیح کے پاس آئی اور بولی
الی المسيح و قالت له ان اولادی کہ میرے دو لڑکے آپ کے ساتھ کل آپ کی
الاثنين يجلسان غدا معك فی بادشاہی میں بیٹھیں گے، ان میں سے ایک
ملکوتک احدهما عن یمینک و آپ کی داہنی طرف اور دوسرا آپ کی بائیں
الآخر عن یسارک۔ طرف۔

(انجیل متا الفصل العشرين) (انجیل متا ۲۰ ویں فصل)

(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان ولدی خالة عیسیٰ وھی مریم و ولدی خالہ یعنی زبدای کی بیوی
امرأة زبدای قال له یا معلم نحب مریم کے دو لڑکوں نے عیسیٰ سے کہا استاد! ہم
منک ان تنعم علينا بما نطلبک آپ سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے اوپر وہ

فیه فقال المسيح ای شی تریدان
قال له انعم علينا بان يجلس احدنا
عن يمينك والآخر عن
يسارك فی ملکوتک۔
(انجیل مارکوس الفصل العاشر)

انعام کریں جو ہم آپ سے طلب کر رہے
ہیں۔ مسیح علیہ السلام نے کہا تم دونوں کیا چاہتے
ہو؟ دونوں نے کہا: آپ ہم پر یہ انعام کریں کہ
ہم میں سے ایک آپ کی داہنی طرف اور دوسرا
بائیں طرف آپ کی بادشاہی میں بیٹھیں۔
(انجیل مارکوس ۱۰ اور فیصل)

چھٹا اختلاف

(۱) متانے اپنی انجیل میں کہا:
ان تلاميذ يحيى قالو للمسيح لای
شی نصوم نحن و یصوم
الفريزيون و تلاميذك
لا یصومون۔ (انجیل متا الفصل التاسع)
(۲) اور مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:
ان الكتاب والفريزيون قالو
للمسيح لای شی یصوم تلاميذ
يحيى و تلاميذك یا کلون
و یشربون ولا یصومون۔
(انجیل مارکوس، الفصل الثانی)

کاتبوں اور فریسیوں نے مسیح علیہ السلام سے کہا:
یہی کے شاگرد کیوں روزہ رکھیں گے؟ جبکہ آپ
کے شاگرد کھاتے پیتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے
ہیں۔
(انجیل مارکوس، دوسری فصل)

ساتواں اختلاف

(۱) متانے اپنی انجیل میں کہا:
ان یحیا یا کل الجراد والعسل۔
(انجیل متا تیسری فصل)

(۲) متانے خود اپنے اس قول کی مخالفت کی جو اس کی انجیل میں موجود ہے کہ:
ان عیسیٰ علیہ السلام قال لليهود
جاءکم یحییٰ لایا کل ولا یشرّب
فقلتم انه مجنون و جاء ابن
قيلوس (معناه ابن انسان یعنی
نفسہ) یا کل و یشرّب فقلتم هذا
انسان کبیر الجوف و یشرّب
الخمر۔ (انجیل متا الفصل الحادی عشر)

یہ اختلاف خود متا کے کلام میں ہے اس لیے کہ اس نے اپنی ایک نص میں یہی علیہ
السلام سے کھانے اور پینے کی نفی کی اور دوسری نص میں ان کے لیے ٹڈی اور شہد کو ثابت کیا۔
اور عیسائی اپنے خلاف اس صریح حجت سے غافل رہے۔ جو اپنے تئیں مسیح علیہ السلام
کے قول میں موجود ہے کہ ”وہ ایک انسان کا بیٹا ہے کھاتا ہے اور پانی اور شراب پیتا ہے“
یہ ان کی طرف سے اس بات کا اعتراف ہے کہ وہ انسان ابن انسان ہیں۔ غذا اور کھانے
پینے کی محتاج ہیں۔ اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے اس دعویٰ کی
تکذیب کرتا ہے کہ ”وہ معبود ہیں“ اللہ رب العالمین ان کے کفر سے بالاتر ہے۔

آٹھواں اختلاف

(۱) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:
ان المسيح قال لليهود ان ابی
مسیح علیہ السلام نے یہود سے کہا کہ میرے جس

الذی ارسلنی هو یشدلی ولا سمع قط احد صوته ولا راه۔

(انجیل یوحنا الفصل الخامس)

یہ کلام صحت کے اعتبار سے مسیح علیہ السلام کے قول کے قریب ہے۔

(۲) پھر متانے لفظاً اور معناً کفر صریح کے ذریعہ اس کی مخالفت کی اور کہا:

ان المسیح طلع علی جبل طابور ومعہ پتر و چاقموا و یوحنا الحواریون فلما استقروا فوق الجبل اذا بوجه المسیح یضیی کانه الشمس فما قدروا ینظرون الیه و سمعوا صوت الالب من السماء یقول هذا ولدی الذی اصطفتیہ لنفسی اسمعوا منه و آمنوا به۔ (انجیل متا الفصل السابع عشر)

لاؤ۔ (انجیل متا ۱۷: ۱۷)

(۳) مارکوس نے بھی اپنی انجیل کی نویں فصل میں یہی بات کہی:

(۴) اور یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال للحواریین انتم ابی رأیتموه فقال له فلیبو الحواری یا سیدی کیف رائینا الالب فقال المسیح یا فلیبو معکم کثیر و عرفتمونی یا فلیبو من رانی فقد رانی ابی۔

(انجیل یوحنا الفصل الرابع عشر)

(انجیل یوحنا ۱۴: ۲۲)

یہ واضح اختلاف اور قبیح کفر ہے۔ ایک اختلاف تو خود یوحنا کے دو متضاد اقوال میں

ہے اس کا ایک قول تو یہ ہے کہ ”کسی نے کبھی اس کو نہیں دیکھا“ اور دوسرا قول یہ ہے کہ ”تم لوگوں نے میرے باپ کو دیکھا“ اور دوسرا اختلاف یوحنا اور متا کے درمیان ہے کہ یوحنا نے کہا کہ ”کسی نے اس کی آواز نہیں سنی“ اور متانے کہا کہ ”تینوں (پتر، چاقموا اور یوحنا) نے باپ کی آواز سنی۔“ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے قول سے بالاتر ہے۔ اور اس بات سے پاک ہے کہ وہ اپنی مخلوقات کو اپنا کلام سنائے۔ اور بیوی، بچے سے بھی منزہ ہے۔ لہذا وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیسے یہ گواہی دے سکتا ہے کہ وہ اُس کا بیٹا ہے۔ بلکہ یہ عیسائیوں کا بہتان، اور اللہ اور اس کے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر کذب کا جرأت مندانہ اقدام ہے۔ اور ان تمام جھوٹی باتوں سے عیسائیوں کا مقصود مسیح علیہ السلام کی معبودیت اور ان کے اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونے کے بارے میں اپنے عقائد کی ترویج و اشاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی عظیم قدرت اور غالب حکمت کے ذریعہ تقاض اور اور لفظی و معنوی اختلاف میں ڈال دیا۔

ساتواں باب

وہ کذب جو عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا

عیسائیوں نے بہت ساری جھوٹی باتیں عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے تمام اقوال اور عقائد سے بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کے چند جھوٹ ہم یہاں نقل کر رہے ہیں۔

پہلا جھوٹ

لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ قال للحواریین ان الشیطان اراد فساد یقینکم ثم قال لیتروا منهم انا ارغب من ابی لا یجعل للشیطان سبیلاً علی فساد یقینک ثم پتروا هذا کفر بعیسیٰ و اردتد عن دینہ بعد ایام قلیلة من اخبار عیسیٰ له بان الشیطان لا سبیل له علی فساد یقینہ و ان تلامیذ عیسیٰ لم یکفر احد منهم الا پتروا هذا۔

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے کہا کہ شیطان نے تمہارے یقین کو خراب کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر ان میں سے پتروا حواری سے کہا کہ ”میں اپنے باپ سے دعاء کرتا ہوں کہ وہ شیطان کو تمہارا یقین خراب کرنے کی کوئی راہ نہ دے۔ پھر اس پتروا نے عیسیٰ کے ساتھ کفر کیا اور عیسیٰ کے اس کو یہ خبر دینے کے کچھ دن بعد کہ شیطان کو اس کا یقین خراب کرنے پر کوئی راہ نہیں ہے وہ اپنے دین سے مرتد ہو گیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے تلامذہ میں سے اس پتروا کے علاوہ کسی نے کفر اختیار نہیں کیا۔ (انجیل لوقا ۲۲ ویں فصل)

(انجیل لوقا الفصل الثانی والعشرون)

ان محروموں کا اُن باتوں میں تناقض دیکھئے جن کو یہ لوگ ایک ایسے شخص کے بارے میں نقل کر رہے ہیں جن کے بارے میں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ نبی معصوم، معبود اور ابن معبود بھی ہیں، لغوی باللہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے ایک شاگرد کے بارے میں یہ خبر دے کہ انھوں نے اللہ سے یہ سوال کیا کہ وہ شیطان کو اس کا یقین خراب کرنے کی راہ نہ دے۔ پھر عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نے اس دعاء کو جس شاگرد کے ساتھ خاص کیا وہی کافر اور مرتد ہوا اور تمام شاگردوں کو چھوڑ کر اسی کے دین اور یقین کو شیطان نے خراب کیا۔ کیا اس تناقض اور انبیاء پر کذب کی تجویز کے کفر اور ان کی خبروں میں تخلف کے وقوع سے کوئی نااہل درہ سکتا ہے؟ یہ سب عیسائیوں کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف صریح جھوٹی باتوں کی نسبت ہے۔

دوسرا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح قال لليهود حقا اقول لكم ان الابن لا یقدر ان یعمل او یصنع الا ما رأى اباہ یصنع۔

(انجیل یوحنا الفصل الخامس) ہوئے دیکھا۔ (انجیل یوحنا ۵ ویں فصل)

یہ بات تو یقینی طور پر معلوم ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کھایا اور پیا حالانکہ اس نے اپنے باپ کو ان میں سے ایک بھی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا اس لیے کہ وہ تو تنہا پاک اور بے نیاز ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یوحنا کے تینوں ساتھیوں نے ان میں سے ایک بات بھی بالکل نہیں کہی۔

تیسرا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام تضرع الی اللہ قبل موته حاشا وقال الہی انا اعلم انک دائماً تستجیب لی

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی سے دعاء کی اور کہا: میرے معبود! میں جانتا ہوں کہ تو ہمیشہ میری دعاء کو

فاسئلک ان تنجی تلا میڈی من قبول کرتا ہے لہذا میں تجھ سے درخواست کرتا
کل شی فی الدنيا والآخرة. ہوں کہ تو میرے شاگردوں کو دنیا و آخرت میں

(انجیل یوحنا الفصل السابع عشر) ہر چیز سے نجات دے۔ (انجیل یوحنا ۱۵ ویں فصل)
تمام علماء نصاریٰ سے نقل تو اتر کے ساتھ یہ بات معلوم ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے
اکثر تلامذہ تلوار سے قتل ہو کر مرے۔ پھر بعض کو سولی دی گئی اور بعض کی کھال بھینچی گئی اور
مختلف قسم کے عذاب دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اس سے اس
کے رسول عیسیٰ علیہ السلام یہ سوال کریں کہ وہ ان کے شاگردوں کو دنیا و آخرت میں ہر
چیز سے نجات دے پھر ان کو یہ مصیبت اور بری موت لاحق ہو۔

پس یوحنا نے مسیح علیہ السلام کی طرف جھوٹی بات منسوب کی اور اس کے تینوں
ساتھیوں نے اس سلسلے میں بالکل کوئی بات نہیں کہی۔

چوتھا جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال لولا انی اتیت من المعجزات بما لم یوت به احد قبلی ما کانت لهم ذنوب بقلة ایمانهم بی۔
عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر میں اتنے معجزات لے کر نہیں آتا جتنے مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دئے گئے تو مجھ پر قلت ایمان کی وجہ سے لوگوں کو گناہ نہیں ہوتے۔

(انجیل یوحنا الفصل الخامس عشر)

عیسیٰ علیہ السلام اس بات سے پاک ہیں اس لیے کہ وہ یقیناً جانتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ اور بڑے معجزات لے کر آئے اسی طرح الیسع علیہ السلام بھی جو عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تھے اور ان دونوں نے مردے کو زندہ کیا۔ اور الیسع علیہ السلام نے ابرص کو اچھا کیا جسے عیسیٰ علیہ السلام نے اچھا کیا، لہذا عیسائی کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا کہ میں اتنے معجزات لے کر آیا جتنے لے کر مجھ سے پہلے کوئی نہیں آیا، بلکہ اس سلسلے میں یوحنا نے جھوٹ بولا اور اس کے تینوں ساتھیوں نے اس میں سے کچھ نقل نہیں کیا۔

پانچواں جھوٹ

(۱) مارکوس نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسيح قال من ترک لوجھی داراً او جنانا او غیر ذلک فانه یاخذ قدر ماترک مائة مرة فی الدنيا و فی الآخرة الجنة۔
مسیح علیہ السلام نے کہا جس نے میری رضا مندی کے لیے گھریا باغ یا اس کے علاوہ کچھ چھوڑا وہ اپنی چھوڑی ہوئی چیز کے بقدر ایک سو مرتبہ دنیا میں جنت ہے۔

(انجیل مارکوس الفصل العاشر)

(۲) اور متا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه یاخذ قدر ماترک مائة مرة۔
وہ شخص اپنی چھوڑی ہوئی چیز کے بقدر ایک سو مرتبہ لے گا۔ (انجیل متا ۱۹ ویں فصل)

(انجیل متا الفصل التاسع عشر)

متا نے دنیا کا ذکر نہیں کیا۔

(۳) اور لوقا نے اپنی انجیل میں کہا:

انه یاخذ ازید مما ترک فی الدنيا والجنة۔ (انجیل لوقا الفصل الثامن عشر)
وہ شخص اپنی چھوڑی ہوئی چیز سے زیادہ دنیا اور جنت میں لے گا۔ (انجیل لوقا ۱۸ ویں فصل)

یوحنا نے ان میں سے کسی چیز کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور یہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صریح جھوٹ ہے اس لیے کہ بہت سے لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر گھر، باغ اور تجارت چھوڑے لیکن ان لوگوں نے دنیا میں اپنی چھوڑی ہوئی چیزوں کے بقدر نہ تو سو مرتبہ لیا اور نہ اس کے قریب، پس عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات نہیں کہی بلکہ ان لوگوں نے ان کے بارے میں جھوٹ کہا:

چھٹا جھوٹ

متا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان الفریزیین قالوا للمسیح هل یحل للانسان ان یطلق امرأته علی
فریسیوں نے مسیح علیہ السلام سے کہا: کیا انسان کے لیے حلال ہے کہ وہ اپنی بیوی کو معمولی مسئلہ

اقل مسئلة فقال لهم اما قرا تم في التوراة ان الذى خلق الذكرو الانثى قال من اجل المرأة يترك الانسان اباہ و امہ و يجتمع بزوجته و يكونان لحمه واحدة.

(انجيل متا الفصل التاسع عشر) ایک جسم ہو جاتے ہیں۔ (انجيل متا ۱۷ اویں فصل)

عیسیٰ علیہ السلام اس سے پاک ہیں کہ وہ اس بات کو تو ریت کی طرف منسوب کریں۔ اس لیے کہ وہ تو ریت اور انجیل کے حافظ تھے۔ وہ وہی بات کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے تو ریت و انجیل میں کہا ہے۔ بلکہ متانے اس قول کو غلط ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ متا کے تینوں ساتھیوں نے یہ بات نہیں کہی۔

ساتواں جھوٹ

یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال ما یصعد الی السماء الا ما ہبط ہے جو اس سے اتر ہے۔

منہا۔ (انجيل یوحنا الفصل الثالث)

یہ باطل اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کذب کی نسبت اور ان پر بہتان ہے۔ اس لیے کہ تو ریت میں ہے کہ ادریس اور الیاس علیہما السلام آسمان پر تشریف لے گئے حالانکہ وہ دونوں آسمان سے زمین پر نہیں اترے تھے۔ اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شب معراج میں آسمان پر تشریف لے گئے تھے حالانکہ آپ آسمان سے نہیں اترے تھے لہذا اس سلسلے میں عیسیٰ علیہ السلام پر یوحنا کا افتراء اور بہتان ثابت ہو گیا۔

اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ قول مذکور سے عیسیٰ کی مراد رُوحوں کا آسمان پر جانا ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ یہ تو ریت اور انجیل کے مخالف ہے اس لیے کہ ان دونوں کتابوں میں ہے کہ جو انبیاء آسمان پر تشریف لے گئے وہ اپنی رُوحوں کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں۔ جیسے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جسد اور روح کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

آٹھواں جھوٹ:

متانے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام اخذہ الجوع و هو یمشی الی الحواریین فرائی شجرة تین قرب محجة الطريق فقصدھا لیا کل منها فما وجد فیھا ثمرة فدعا علیھا فیسبت من ساعتھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھوک محسوس ہوئی وہ حواریین کے پاس جا رہے تھے درمیان راستہ کے قریب انھوں نے انجیر کا درخت دیکھا چنانچہ اس میں سے کھانے کیلئے انھوں نے اس کا قصد کیا تو اس میں ایک بھی پھل نہیں پایا لہذا انھوں نے اس کو بددعاء دی اور وہ اسی وقت خشک ہو گیا۔

(انجيل متا الفصل الحادی و العشرین) (انجيل متا ۲۱ اویں فصل)

مارکوس نے اپنی انجیل کی ۱۱ اویں فصل میں اس جز کو نقل کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا کہ انہ لم یکن فصل التین (وہ انجیر کا موسم نہیں تھا)

دیکھئے ان لوگوں نے کس طرح اللہ کے نبی کی طرف یہ بات منسوب کی کہ وہ غیر موسم میں لوگوں کے درخت سے انجیر تلاش کر رہے تھے۔ ایسا کام بچے اور پاگل بھی نہیں کرتے ہیں۔

پھر ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ ”عیسیٰ نے درخت پر بددعاء کی اور وہ خشک ہو گیا“ حالانکہ درخت کا کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا۔

پھر یہ کہ وہ درخت یا تو کسی مالک کی ملک تھا یا ہر راہ گزر کے لیے مباح تھا۔ اگر وہ کسی مالک کی ملک تھا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے زہد اور تقویٰ کی وجہ سے مالک کی اجازت کے بغیر طلب اکل کے لیے اس کے پاس نہیں آ سکتے۔ اور اگر وہ ہر انسان کے لیے مباح تھا تو وہ اس کے لیے خشکی کی بددعاء نہیں کر سکتے تھے۔ تاکہ اس سے تمام لوگوں کی منفعت منقطع نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ ان کو اور تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی منفعت اور ان کی مصلحت کے لیے پیدا کیا تھا نہ کہ اس کے خلاف کسی مقصد کیلئے۔ لہذا اس معاملہ میں متا اور مارکوس کا کذب ظاہر ہو گیا جو انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا۔

آٹھواں باب

وہ امور جن کو عیسائی، مسلمانوں کے لئے
معیوب قرار دیتے ہیں

(۱) نکاح:

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب قرار دیتے ہیں ان میں سے ایک نکاح ہے۔ مسلمانوں میں سے صلحاء اور اولیاء نکاح کرتے ہیں۔ برخلاف عیسائیوں کے پادریوں کے، وہ نکاح نہیں کرتے ہیں۔ عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تم لوگ اپنے دین و مذہب میں اس بات پر متفق ہو کہ داؤد علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے۔ اور نبی کا مقام ہمارے اور تمہارے اجماع سے ولی کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے۔ اور توریت میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے سو عورتوں سے نکاح کیا جن سے پچاس سے زائد مذکر اور مؤنث اولاد پیدا ہوئی۔ اور سلیمان علیہ السلام نے جیسا کہ توریت میں ہے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا اور تمہارا اعتقاد ہے کہ توریت کتابِ برحق ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام نے نکاح کئے اور ہر ایک کی اولاد ہوئیں۔ سوائے عیسیٰ اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے ان دونوں نے نکاح نہیں کئے۔ اور توریت میں ہے کہ ”مرد کے لیے حلال ہے کہ وہ اتنی عورتوں سے نکاح کرے جتنی کے نفقہ اور کسودہ پر وہ قادر ہے۔ لیکن عیسائیو! تم نے اس حکم خداوندی کے مطابق نکاح کی اجازت نہیں دی جو اللہ نے توریت اور انجیل میں مشروع کیا۔ اور اس سلسلے میں تم نے اس پاؤلس کا قول اختیار کیا جس کے بارے میں تمہارے معتدین کا یہ گمان تھا کہ وہ ولی کی درجہ میں ہے۔

اور پاؤلس ہی نے تم کو حکم دیا کہ کوئی مرد ایک عورت سے زیادہ سے نکاح نہ کرے جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کے بدلہ میں دوسری سے یکے بعد دیگر تین تک نکاح کر سکتا ہے۔ نیز اس نے تم کو یہ بھی حکم دیا کہ پادری صرف ایک کنواری لڑکی سے نکاح کرے۔ بیوہ سے نہیں، اور جب اس کی عورت کا انتقال ہو جائے تو اس کے لیے دوسرا نکاح حرام ہے۔ لہذا یہ واضح ہو گیا کہ نکاح کے معاملہ میں تمہارا دین بطلان پر ہے اور تمہارے بیوقوف اور جاہل عوام اس سلسلے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور اولیاء مسکین کے لیے ان کے فعل نکاح کو معیوب قرار دیتے ہیں۔ لیکن تمہارے علماء یہ جانتے ہیں کہ یہ حلال ہے اور کتابوں میں منصوص و مصرح ہے۔ اہل اسلام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے ذریعہ احسان فرمایا جو سیدھا، اور آسان ہے جس میں ان پر کوئی مشقت نہیں ہے۔ اور ان سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”نکاح کرو اور اولاد پیدا کرو“ تناسلوا (الحدیث) لہذا مسلمانوں کو آپس میں نکاح کرنے اور اولاد پیدا کرنے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالانے کی وجہ سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

(۲) ختنہ

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب سمجھتے ہیں ان میں سے ایک ختنہ شدہ ہونا ہے۔

عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ تمہارے نزدیک انجیل میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ختنہ شدہ تھے اور ان کے ختنہ کا دن تمہارے نزدیک سب سے بڑی عیدوں میں سے ہے۔ لہذا تم لوگ مسلمانوں پر کیوں عیب لگاتے ہو؟ کیا تم اپنے نبی کے حکم کی تعظیم نہیں کرتے ہو؟ پھر تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ختنہ شدہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ختنہ کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ توریت میں ہے۔ لہذا عیب تمہارے پاس ہے اور گناہ تمہارے اوپر ہے۔ اس لیے کہ ختنہ میں تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑا اور تمام انبیاء کی مخالفت کی پھر اس کو معیوب قرار دیا۔ اور جس نے بھی شریعت میں انبیاء کے فعل کو معیوب قرار دیا اس نے اللہ اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے

کر دیا۔ ایک عرصہ کے بعد ان دونوں کے خدام بہترین لباس، سواری اور خدام کے ساتھ گزرے تو ان دونوں کو اپنی فوت شدہ دنیوی نعمتوں پر حسرت اور ندامت ہوئی۔ اور شدت سے ہوئی جو ان (یوحنا) اس کو سمجھ گئے اور ان دونوں سے کہا: تم دونوں اپنی فوت شدہ دنیوی نعمتوں پر نادم اور غمگین ہو؟ دونوں نے کہا: ہاں، ہم کو اس سے صبر نہیں ہوا۔ جو ان نے دونوں سے کہا: جاؤ اور میرے پاس وادی کے پتھر لے کر آؤ۔ دونوں لے آئے۔ جو ان نے ان پتھروں کو اپنے کپڑے کے نیچے داخل کیا پھر نکالا تو سب پتھر عمدہ یا قوت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ جو ان نے ان سے کہا بازار جاؤ اور ان کو بیچ کر ان کی قیمت سے اس سے زیادہ نعمت خرید لو جو تمہارے پاس تھیں، لیکن تم دونوں کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے اس لیے کہ تم دونوں نے اپنا جنت کا حصہ اس فانی دنیا کے بدلے میں بیچ دیا۔ اسی اثنا میں اچانک کچھ لوگ ایک میت لے کر آئے اور جو ان مذکور سے درخواست کی کہ وہ اس کو زندہ کر دے۔ جو ان نے کہا: میت! اللہ کے حکم سے اٹھ جاؤ! میت اٹھ گئی، اس سے جو ان نے کہا: ان دونوں آدمیوں کو بتا دو کہ جنت کی کون سی نعمت ان دونوں سے فوت ہو گئی؟ ان دونوں سے میت نے کہا: تم دونوں کے لیے جنت میں ۸ رنگ کے یا قوت سے بنے ہوئے محلات تھے۔ ان میں سے ہر محل کی لمبائی اتنی اتنی تھی۔ جب دونوں جو ان نے یہ سنا تو دونوں نے توبہ کی، ہر چیز کو ترک کر دیا اور دین عیسیٰ پر جو ان (یوحنا) کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ ان دونوں کو یقین (موت) آ گیا۔“

تمہاری کتاب مذکور میں یہ بھی ہے کہ

فلاریا جو تمہارے نزدیک صالحین، قدسین اور بڑوں میں سے ہیں فرشتے روزانہ اُن کے پاس جنت کے کھانے سونے کی طشتیوں میں لاتے تھے۔ ان پر ریشم کے رومال پڑے ہوتے تھے اور رومال کے اوپر مختلف رنگ کی کلیاں ہوتی تھی۔“

لہذا تم لوگ کیسے انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ جنت میں سونے کے سامان، ریشم کے کپڑے اور کھانے نہیں ہوں گے۔ یہ قصہ تمہارے خلاف حجت ہے علاوہ ان قصوں کے جو کتب نبویہ نے اس سلسلے میں نقل کئے ہیں اور ان کی صحت پر تمام مذہبی عقلاء متفق ہیں۔ لیکن تم لوگ جاہل قوم ہو۔

نیز کتاب مذکور میں سنتوں کے قصہ میں ہے کہ:

”فرشتے اس کے پاس روزانہ اہل جنت کے مختلف قسم کے کھانوں میں سے اتنا لاتے تھے جو اس کو صبح و شام کافی ہوتے تھے۔ ایک دن اُس کے پاس عیسائیوں کے ایک صالح، مقبول عند اللہ اور بزرگ شخص آئے جو پاؤلس سے مشہور تھے۔ فرشتے اس دن اُس کے پاس اور دنوں کے بہ نسبت کئی گنا زیادہ جنت کے کھانے سونے کے برتنوں میں لے کر آئے اور ان پر ریشم کے رومال تھے۔“

عیسائیوں کی کتابوں میں اس قسم کے واقعات بہت زیادہ ہیں لیکن تطویل کے خوف سے میں نے ان کو ترک کر دیا۔

(۵) اپنا نام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھنا:

عیسائی جن امور کو مسلمانوں کے لیے معیوب قرار دیتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان اپنے نام انبیاء علیہم السلام کے نام رکھتے ہیں۔

عیسائیوں سے کہا جائے گا کہ اس کو تم ہمارے لیے عیب کیوں قرار دیتے ہو؟ ہم نے تو ازراہ تبرک اپنے نام انبیاء کے نام رکھے جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی نوع انسانی میں سے ہیں۔ تم خود کو عیب کیوں نہیں لگاتے ہو؟ چونکہ تم نے تو اپنے نام فرشتوں کے نام رکھے ہیں۔ جیسے جبریل، میکائیل، میکائیل اور مخوریل عیسائیوں کے پاس اس کا قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اسماعیل سے ہیں۔ آپ ایسی شریعت لے کر تشریف لائے جو تمام شریعتوں کے لیے ناسخ ہے۔ جس شریعت پر مختلف امتوں اور قوموں نے آپ کی اتباع اور پیروی کی۔ لہذا اس حیثیت سے آپ موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہوئے بلکہ اُن سے اور تمام انبیاء و رسل سے افضل۔

(۳) ان الرب تعالیٰ اقبل من طور سنا وطلع الینا من ساعیر وظهر من جبال فاران ان ریات القدیسین معہ و عن یمینہ. (التوراة، الكتاب الخامس، الفصل الثالث و الثلاثین) ہے۔ (توریت، پانچویں کتاب، ۳۳ ویں فصل)

”کوہ طور سنا سے اللہ تعالیٰ کے آنے“ سے مراد ہے۔ کوہ طور سنا پر موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی توحید کا ظہور۔ اور ”کوہ ساعیر (ملک شام میں ایک پہاڑ) سے اللہ تعالیٰ کے طلوع ہونے“ سے مراد ہے، دین عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور۔ اور کوہ فاران سے اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے“ سے مراد ہے دین اسلام کا ظہور جس کی وحی اللہ تعالیٰ نے مکہ اور حجاز میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی۔ اور اللہ کے مقبول بندوں سے مراد ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔ اس لیے کہ وہی حضرات آپ کے ساتھ اور آپ کی داہنی طرف تھے آپ سے کبھی جدا نہیں ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

انا نبیل اربعہ سے ثبوت

(۱) ان عیسیٰ علیہ السلام قال للحواریین حین رفع الی السماء انی اذهب الی ابی و ابيکم و الهی و الهکم و ابشرکم بنبی یاتی من بعدی اسمہ یارقلیط۔

(الاناجیل الاربعہ) نام ”پارقلیط“ ہے۔ (اناجیل اربعہ)

”پارقلیط“ یہ اسم شریف یونانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس کی تفسیر ”احمد“ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ”و مبشراً برسول یاتس من بعدی اسمہ احمد“ (ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمد ہے) لاطینی زبان کی انجیل میں ”پاراکلتس“ ہے۔ اور یہی معزز اور متبرک نام میرے اسلام لانے کا سبب ہے۔

(۲) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان عیسیٰ علیہ السلام قال البارقلیط هو الذی یرسلہ ابی فی آخر الزمان وهو یعلکم کل شیء۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: پارقلیط وہی ہے جن کو میرے مالک اخیر زمانہ میں بھیجیں گے وہ تم کو ہر چیز سکھائیں گے۔

(انجیل یوحنا الفصل الرابع عشر)

پارقلیط ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انھوں نے ہی لوگوں کو ہر چیز اس قرآن عظیم کے ذریعہ سکھائی جس کی اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی جس میں اولین اور آخرین کے علوم ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا۔ اور مسیح علیہ السلام کے بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی مرسل اس صفت کے ساتھ ظاہر نہیں ہوئے۔ لہذا اس بشارت غطیمہ سے وہی مراد ہیں۔

(۳) یوحنا نے اپنی انجیل میں کہا:

ان المسیح قال البارقلیط الذی یرسلہ ابی من بعدی ما یقول من تلقای نفسہ شیئاً و لكن یناجیکم بالحق کله و ینخبرکم بالحوادث و الغیوب۔ مسیح علیہ السلام نے کہا: پارقلیط جن کو میرے مالک میرے بعد بھیجیں گے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے لیکن وہ تم سے مکمل حق بات کہیں گے اور حوادث اور غیوب کی تم کو خبر دیں گے۔

(انجیل یوحنا الفصل السادس عشر)

یہ اخبار متواترہ سے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو محروم اور اللہ تعالیٰ کے ابواب رحمت دُھکا رہا ہے۔ بغیر وحی آئے اپنی

خواہش نفس سے آپ کے کچھ نہ بولنے پر اللہ تعالیٰ نے شہادت دی ہے اس لیے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى۔ (اپنی خواہش سے آپ نہیں بولتے ہیں وہ تو وحی ہے جو آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے) اور رہا آپ کا حوادث اور غیوب کی خبر دینا تو یہ ایک وسیع باب ہے جس میں بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ وہ ایک سمندر ہے جس کا ایریا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سید امام فقیہ حجۃ الاسلام ابو الفضل قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ء مراکش) کی کتاب میں تشفی بخش اور اہل عقل کے لیے قابل اعتبار بحث ہے۔

انبیاء سابقین کی کتابوں سے ثبوت

(۱) داؤد علیہ السلام نے زبور میں فرمایا:

انه يملك من البحر الى البحر
من لدی الانهار الى مقطع الارض
وتاتيه ملوك اليمن والجزائر
بالحدايا ويسجد له الملوك و
تدين له الطاعة والانقياد و يصلى
عليه فى كل وقت و يبارك فى
كل يوم و تنور انواره من المدينه
و يدوم ذكره الى ابد الابد و
اسمه موجود قبل وجود
الشمس۔ (الزبور الفصل الثانی والسبعین)

یہ سب ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں۔ ان صفات کا وجود آپ کے حق میں شاہد ہے۔ جو شخص آپ سے ان صفات کا انکار کرے گا وہ دنیا میں ان کا کوئی مستحق نہیں پائے گا۔ اور اگر کسی مدعی نے ان صفات کا آپ کے سواء دیگر انبیاء کے لیے دعویٰ کیا وہ کھلم کھلا بہتان تراش ہوگا۔ پھر داؤد علیہ السلام کے سواء کوئی ایسے نبی میرے علم

میں نہیں ہیں جن کی طرف ان صفات جلیلہ کی نسبت کی گئی ہو۔ اور وہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہیں لیکن علماء یہود جانتے ہیں کہ وہ ان کی ذاتی صفات ہیں۔ لیکن وہ اس کو چھپاتے ہیں۔

(۲) البقوق نبی نے اپنی کتاب میں کہا:

فى آخر الزمان يعجنى الرب من
القبلة والقدس من جبال فاران۔
خیر زمانہ میں رب قبلہ سے اور قدس کوہ فاران سے آئیں گے۔

(ان کی کتاب کی تیسری فصل)

رب تبارک و تعالیٰ کے آنے سے مراد اس کی وحی کا آنا ہے۔ اور قدس ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو کوہ فاران سے ظاہر ہوئے اور فاران سرزمین مکہ و حجاز ہے۔

(۳) میثاغن یعنی میثاغبی نے اپنی کتاب میں کہا:

فى آخر الزمان تقوم امة مرحومه
وتختار الجبل المبارك ليعبدون
الله فيه و يجتمعون من كل
الاقاليم فيه ليعبدوا الواحد ولا
يشركوا به شيئا۔
خیر زمانہ میں امت مرحومہ اٹھے گی اور مبارک
پہاڑ کو منتخب کرے گی تاکہ لوگ اس میں اللہ کی
عبادت کریں۔ اور لوگ اس میں ہر علاقے
سے اکٹھا ہوں گے تاکہ ایک اللہ کی عبادت
کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

(الفصل الرابع من كتابه)

”مبارک پہاڑ“ عرفات کا پہاڑ ہے اور ”امت مرحومہ“ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ”مبارک پہاڑ“ میں اجتماع، عرفات میں حاجیوں کا اجتماع اور تمام علاقے سے حاجیوں کا عرفات میں آنا اور اکٹھا ہونا ہے۔

(۴) پیشعیہ یعنی اشعیانی نے اپنی کتاب میں کہا:

ان الرب سبحانه يبعث باخو
الزمان عبده الذى اصطفاه لنفسه
يبعث له الروح الامين يعلم دينه
وهو يعلم الناس ما علمه الروح
رب سبحانہ خیر زمانہ میں اپنے اس بندہ کو مبعوث
کرے گا جس کو رب نے اپنے لیے چنا ہے۔ اس
کیلئے جبرئیل امین کو بھیجے گا وہ اس کو اس کا دین
سکھائے گا اور وہ لوگوں کو وہ دین سکھائے گا جو

الامین و یحکم بالحق بین الناس
وهو نور یخرجهم من الظلمات
التي كانوا علیها رقدوا عرفتمكم
ما عرفنی الرب سبحانه قبل ان
یکون.

اسکو جبرائیل امین نے سکھایا اور لوگوں کے درمیان
حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا وہ نور ہے وہ لوگوں
کو ان تاریکیوں سے نکالے گا جن پر لوگ سوئے
ہوئے تھے۔ میں نے تم کو ایسا ہونے سے پہلے وہ
باتیں بتا دیں جو مجھ کو میرے رب سبحانہ نے بتائی۔

(الفصل الثانی والاربعین من کتابہ)

(۴۲ ویں فصل)

یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح صفات ہیں۔ اس لیے کہ اُن ہی کو اللہ
تعالیٰ نے اپنے لیے چننے کے بعد اخیر زمانہ میں مبعوث فرمایا اور مخلوق میں ان کو اپنا
حبیب اور خلیل بنایا۔ ان کے پاس روح الامین جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ ان کو
دین سکھائے۔ اور وہ قرآن و سنت اور احکام اسلام کی وحی ہے۔ اور آپؐ نے ہر اس چیز
کی تبلیغ کر دی جس کی تبلیغ کا آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ آپؐ نے جس چیز کا حکم دیا،
جس چیز کی دعوت دی اور جس چیز سے منع فرمایا اہل عقل اور ارباب علم مامورات و
منہیات میں آپؐ کے عدل و صواب پر متفق ہیں ”اور وہ نور جس نے لوگوں کو تاریکیوں
سے نکالا“ قرآن عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نازل فرمایا۔

پیشعہ: نبی کا یہ کلام، ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ثبوت پر واضح دلیل
اور کھلی حجت ہے اور اگر میں وہ ساری بشارتیں ذکر کرتا جو انبیاء سابقین کی کتابوں میں
ہے تو کتاب طویل ہو جاتی اور میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ آپؐ کے بارے میں
تمام انبیاء کی بشارتوں کو تفصیل کے ساتھ ایک مستقل کتاب میں جمع کروں گا۔

وحسنا الله ونعم الوكيل، ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم،

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم تسلیما کثیرا

الیٰ یوم الدین، والحمد لله رب العالمین۔

اتحییٰ ۱۲۹۰-۱۸۷۳م۔





جامعہ حسینیہ محمدیہ عربیہ اسلامیہ راندر سورت

جس کو حضرت مولانا مولوی حافظ محمد حسین بن مولانا حافظ قاری محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہما نے اشاعت و تبلیغ اسلام و ترویج سنت نبویہ و اصلاح اخلاق عامہ مسلمین کے لئے عموماً اور گجرات کے مسلمانوں میں دینی تعلیم پھیلانے کے لئے خصوصاً ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء میں قائم کیا تھا جو نہایت کامیابی سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مسلمانوں کی امداد و اعانت کے بھروسہ پر جاری ہے۔ (والہما للہ تعالیٰ)

JAMIA HUSAINIYAH
Rander, Surat-395005 Gujrat